نمبر ۶۱ | مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۳۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۷ رجب ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ لاہور میں ہی مقیم ہیں۔ حضور کا پتہ "کوٹھی ۳۷ ملتان روڈ۔ لاہور" ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بفضلِ خدا خیر و عافیت ہے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب کلکتہ کے جلسہ سیرت النبیؐ میں تقریر کرنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ واپسی میں دہلی میں مسلم لیگ کے جلسہ میں شریک ہوئے۔ جہاں ان کی صدارت میں لیگ کا جلسہ ہوا۔ جناب موصوف کچھ دن اور دہلی ٹھیرینگے۔

چندہ خاص کے بقایاداران کے متعلق اعلان

بیت المال نے چندہ خاص کی تحریک کے سلسلہ میں یہ تجویز کی ہے۔ کہ ۳۰۔ نومبر ۱۹۳۱ء تک جن جماعتوں کا چندہ خاص پورا نہیں ہوگا۔ اور جن بقائے دار افراد کے نام اُکے دفتر میں پہونچیں گے۔ اُن کی اسم وار رپورٹ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور پیش کر دی جائے۔ اس سے پہلے بیت المال کا یہ دستور رہا ہے۔ کہ بروقت چندہ دینے والوں۔ اور خاص خاص قربانیاں کرنے والوں کی مفصل اسم وار رپورٹ حضرت ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور پیش کی جاتی تھی اور اخبار میں بھی شائع کی جاتی تھی۔ لیکن اب جماعت کی وسعت و ترقی کے ساتھ انتظام کو زیادہ پختہ اور افراد جماعت کو زیادہ مستعد بنانے کے لئے ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ پیچھے رہنے والی جماعتوں اور دوستوں کے ناموں سے بھی حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اطلاع دے دی جائے۔ اور بقائے دار جماعتوں کے متعلق اخبار میں مفصل اعلان کر دیا جائے۔ تا کارکن افراد اُن کو بھی کوشش کر کے آگے بڑھا سکیں۔ اور جماعت میں بیدار رہنے اور کام کرنے والے مخلصین کی نسبت زیادہ سے زیادہ ہوتی رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا تار کا پتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تار بھیجنے والے احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ تار فارم پر حضور کا پتہ "حضرت خلیفۃ المسیح" لکھا کریں۔ چونکہ "خلیفۃ المسیح" تار میں ایک لفظ شمار ہوتا ہے۔ اور ڈاک خانہ والوں کے نزدیک ایک لفظ کا رجسٹرڈ پتہ محسوب نہیں ہوتا کم از کم دو لفظ ہونے چاہئیں۔ اس لئے احباب مندرجہ بالا نام پر حضور کی خدمت میں تار بھیجا کریں۔

پرائیویٹ سکرٹری

فلسطین میں سیرت النبی کے جلسے

(بذریعہ ڈاک)

۷-۸- نومبر کی درمیانی شب کو کبابیر میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ منعقد ہوا۔ الحاج محمد المغربی نے تلاوت قرآن مجید کی۔ الشیخ عبد القادر صالح صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ پڑھا۔ بعد ازاں خاکسار نے سیرت نبوی کے متعلق قریباً ایک گھنٹہ تقریر کی۔ دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔

۸-۹- نومبر کی درمیانی شب کو حیفا میں جلسہ ہوا۔ احمدی اور غیر احمدی اصحاب شامل جلسہ تھے پہلی تقریر الشیخ آدم صاحب نے کی۔ پھر السید رشدی آفندی سکرٹری جماعت احمدیہ حیفا نے اپنی تقریر پڑھی۔ بالآخر خاکسار نے ایک مفصل مضمون سیرت نبوی پر پڑھا جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حمیدہ کے علاوہ حضور کے احسانات کا بھی تذکرہ تھا۔ اور بتایا گیا کہ وہ روحانیت کا بلند مقصد جس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کو لے جانا چاہتے تھے۔ کیا ہے؟ تقاریر کے خاتمہ پر حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ الحمد للہ حاضرین جلسہ نے تقاریر کو بہت پسند کیا۔ خاکسار اللہ دتا جالندھری از حیفا فلسطین ۹- نومبر ۱۹۳۱ء

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ　نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

هُوَ النَّاصِرُ

چند نصائح

(حضرت المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے)

گو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک معقول جماعت نے تحریک چندۂ خاص کی طرف اخلاص سے توجہ کی ہے لیکن ابھی بہت سی جماعتیں اور افراد ایسے ہیں جنہوں نے اس طرف بہت کم توجہ کی ہے یا بالکل نہیں کی ٭

آپ کے راستہ میں مشکلات ہیں۔ تو یاد رکھیں کہ یہ مشکلات اوروں کے راستہ میں بھی ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی سے نہ ہٹے۔ بلکہ ابھی اور قربانی کرنے کو تیار ہیں ٭

اگر آپ کے اخراجات کی زیادتی آپ کے لئے مانع ہے۔ تو یاد رکھیں۔ کہ اخراجات کی زیادتی کے ذمہ وار زیادہ تر آپ ہی ہیں۔ سلسلہ کی ذمہ واری دوسرے نمبر پر نہیں۔ بلکہ پہلے نمبر پر ہے ٭

آپ کو ان دلیلوں سے تسلی نہیں پانی چاہیئے۔ جن سے آپ لوگوں کو خاموش کرا سکیں۔ بلکہ ان سے جو قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کر سکیں

ایک وقت تھا۔ کہ ہندوستان قربانی سے خالی تھا۔ اس وقت آپ کی قربانی بڑی نظر آتی تھی۔ اب ہندوستان میں قربانی کا احساس ہو گیا ہے۔ اور دوسری اقوام سے زیادہ قربانی کئے بغیر آپ سرخرو نہیں ہو سکتے ٭

وہ شخص جو اس بات کی انتظار میں رہتا ہے۔ کہ کوئی دوسرا مجھے تحریک کرے۔ وہ اپنے ایمان کی فکر کرے۔ مومن کا کام نیک تحریک کرنا ہے۔ نہ کہ دوسرے کی تحریک کا منتظر رہنا ٭

وہ شخص جو اپنے نفس کے لئے عذر تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے۔ ناکام رہتا ہے۔ کامیابی کا منہ وہی دیکھتا ہے۔ جو اپنے نفس کا محاسبہ کرنے میں سختی سے کام لیتا ہے ٭

یہ مت خیال کرو۔ کہ تم امتحان میں پڑ گئے ہو۔ یہ تو محض امتحان کی تیاری ہے۔ امتحان تو آنے والا ہے۔ جو آج گھبرا اٹھا ہے اس کا کل کیا حال ہو گا ٭

مبارک ہیں وہ۔ جو امتحان کے لئے تیار رہتے ہیں جنہیں اس امر کا صدمہ نہیں۔ کہ ان سے قربانی کیوں طلب کی جاتی ہے۔ بلکہ اس امر کا خوف ہے۔ کہ حقیقی قربانی کے مطالبہ سے پہلے وہ اس دنیا سے رخصت نہ ہو جائیں۔ ہاں مبارک ہیں وہ کیونکہ فتح الٰہی کے نام لکھی جائے گی ٭

خاکسار مرزا محمود احمد

آسام میں ایک مخلص احمدی کا انتقال

برادر محمد برکت اللہ صاحب ریاست منی پور ملک آسام سے لکھتے ہیں کہ جناب مولوی غلام امام صاحب ۱۲- اکتوبر کو فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولوی صاحب موصوف جماعت احمدیہ کے ایک مخلص اور پرانے خادم تھے اور دین کی خدمت میں مصروف رہتے تھے ان کی وفات سے ملک آسام ایک مخلص احمدی اور مسلمانوں کے خدمتگذار سے خالی ہو گیا۔ احباب دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ مولوی صاحب مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور اس علاقہ میں ان کے بہترین قائم مقام پیدا کرے ٭

ماہواری اجلاس تحصیل وزیرآباد

تحصیل وزیرآباد کا دوسرا ماہواری اجلاس مورخہ ۲۸-۲۹ نومبر ۱۹۳۱ء کو بمقام لویری والہ تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ منعقد ہو گا تحصیل وزیرآباد کے جملہ احمدی احباب اور خاص کر گرد و نواح کے انصار اللہ اور احمدی احباب شامل اجلاس ہوں۔ مولوی ظہور حسین صاحب۔ اور قادیان کے بعض دیگر مبلغین تقریریں فرمائیں گے۔ اور غیر احمدیوں کو سوال و جواب کا موقعہ دیا جائیگا۔ المعلن۔ محمد بخش میر نائب مہتمم تبلیغ۔ ضلع گوجرانوالہ ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

مسلمانانِ کشمیر کے حقوق کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی مساعی جمیلہ

اور

اُن کے شاندار نتائج

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی پہلی تحریک

معاملاتِ کشمیر کو سُلجھانے اور ریاست کے مسلمانوں کو ان کے حقوق حاصل کرنے میں امداد دینے کے لئے جب مسلم زعماء کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی دعوت پر شملہ میں اجتماع ہوا۔ اور بعد غور و خوض آل انڈیا کشمیر کمیٹی بنا کر اس کی صدارت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے پیش کی گئی۔ تو اس کمیٹی کی طرف سے سب سے پہلی منظم طور پر جو کارروائی عمل میں آئی وہ ۱۴ اگست کو تمام ہندوستان میں "کشمیر ڈے" منانے اور مسلمانانِ کشمیر کے اہم مطالبات کے حق میں ریزولیوشنز پاس کرنے کی تحریک تھی۔ اس تحریک پر جس شاندار طریق سے ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دُوسرے سرے تک عمل کیا گیا۔ وُہ اپنی مثال آپ ہی تھا۔ اور اس سے مسلمانانِ کشمیر کے حقوق اور مطالبات کی اہمیت خُوب وضاحت کے ساتھ ظاہر ہو گئی۔

"کشمیر ڈے" کے پروگرام میں مسلمانوں کے مطالبات

اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بحیثیت صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا پروگرام شایع کر کے اس میں مختصر طور پر مسلمانوں کے جو مطالبات پیش فرمائے۔ اور جن کو مسلمانان جموں و کشمیر نے ۱۴ اگست کے جلسوں میں اپنے حقیقی مطالبات قرار دیتے ہوئے ان کے پورے کرنے کا پُر زور مطالبہ کیا۔ وُہ یہ تھے:-

۱- کشمیر میں اسلام لانے پر جو روکاوٹیں ہیں۔ مثلاً یہ کہ جائداد ضبط کر لی جاتی ہے۔ اور بیوی بچے چھین لئے جاتے ہیں۔ ان کو دُور کر دیا جائے۔

۲- کشمیر میں انجمنیں بنانے کی آزادی نہیں۔ اور درخواست دینے پر اکثر ریاست توجہ نہیں کرتی۔ اس پابندی کو ہٹا دیا جائے۔

۳- کشمیر میں اخبار نکالنے کی آزادی نہیں۔ انگریزی علاقہ کی طرح وہاں بھی آزادی ہونی چاہیئے۔

۴- کشمیر میں تقریر کرنے کی بھی آزادی نہیں۔ اس بارے میں آزادی دی جائے۔

۵- کشمیر میں زمین کی ملکیت کے حقوق زمینداروں کو حاصل نہیں۔ وہاں کے زمینداروں کے حقوق پنجاب کے مطابق ہونے چاہئیں۔

۶- مُسلمانوں کو جو بچانوے فیصدی ہیں۔ کم از کم ۷۰ فیصدی ملازمتوں میں حقوق دیئے جائیں۔

۷- ریاست میں ایک قانون ساز مجلس قائم کی جائے۔ تاکہ مُسلمان اپنی آواز مہاراجہ تک پہونچا سکیں۔ اور قانون سازی کے وقت ان کی رائے ریاست کو معلوم ہو سکے۔

بعض اور مطالبات

اس کے بعد حالات کے تغیر کے ساتھ بعض اور مطالبات کا بھی اضافہ کیا گیا۔ اور جب مسلمانانِ کشمیر نے ریاست کے تشدد کے مقابلہ میں قربانی اور استقلال کا ناقابلِ انکار ثبوت پیش کیا۔ اور ثابت کر دیا کہ وُہ اپنے مطالبات سے کسی صورت میں بھی دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں۔ اور ریاست نے بہت سے دشوار گزار مراحل سے گزارنے کے بعد انہیں اپنے مطالبات پیش کرنے کا موقعہ دیا۔ تو ان کے نمائندوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے مشورہ سے جو مطالبات پیش کئے۔ ان میں مندرجہ بالا امور کے علاوہ حسب ذیل باتیں بھی شامل تھیں:-

۱- وُہ تمام اہل کاران اور عہدہ دارانِ ریاست جنہوں نے ناگوار واقعات کے ایام میں یا ان سے فوری قبل مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کیا۔ یا کسی طریقہ سے ان کے مذہبی عمل میں مداخلت کی بعد واجبی تحقیقات انہیں سزا دی جائے۔

۲- تمام مساجد و مقابر و دیگر مقدس مقامات اور ان کی متعلقہ اصلی جائدادیں جو حکومت کے قبضہ میں ہیں۔ یا حکومت نے کسی غیر شخص کو دے رکھی ہیں۔ مسلمانوں کو واپس کی جائیں۔

۳- وُہ تمام اشخاص جن کو موجودہ سیاسی تحریک کے سلسلہ میں موقوف یا معطل کیا گیا ہے۔ یا جن کا تنزل ہوا ہے۔ یا جن کی ترقی روکی گئی ہے۔ یا انہیں کسی لحاظ سے کوئی اور سزا دی گئی ہے انہیں بحال کیا جائے۔

۴- وُہ لوگ جو سیاسی ناگوار واقعات کے ایام میں مارے گئے ہیں۔ یا زخموں کی وجہ سے بیکار ہو گئے ہیں۔ ان کو یا ان کے پسماندگان کو جیسی کہ صُورت ہو۔ موزون معاوضہ دیا جائے۔

۵- ایسے سیاسی مجرموں کے مقدمات کو جنہیں کسی مبینہ تشدد آمیز فعل کے ارتکاب یا اعانت میں سزا دی گئی ہے۔ اور انہوں نے اپیل نہ کی ہو۔ ان کی امثالات کو بنفس نفیس ملاحظہ کر کے دیکھا جائے۔ کہ آیا موجودہ ترقی یافتہ زمانہ کی فضاء کے مطابق ان کے جرائم کو تشدد آمیز جرائم کی نوعیت میں رکھا جا سکتا ہے۔ یا نہیں۔ اگر ان کا جُرم تشدد میں داخل نہ ہو۔ تو انہیں آزاد کیا جائے۔

۶- ایک آزاد کمیشن اس امر کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا جائے کہ آیا شورش کے ایام میں ریاست کے عہدہ داران سول و پولیس و فوج کا رویہ رعایا کے ساتھ عرف عام کے مطابق قانون کے اندر تھا۔ ورنہ ہر ایسے عہدہ دار کو جو قصُور وار ٹھیرے۔ مناسب سزا دی جائے۔

مہاراجہ بہادر کے جواب پر تبصرہ

یہ مطالبات پیش ہونے پر جب مہاراجہ صاحب نے مسلمان نمائندوں کو کوئی فیصلہ کن جواب نہ دیا۔ اور یہ کہکر دوسرے وقت پر جواب کو ملتوی کر دیا۔ کہ "ما بدولت نے اس میموریل کو جو آپ نے ابھی پیش کیا ہے۔ کمال دلچسپی کے ساتھ سماعت کیا ہے۔ چونکہ اس کی پیشگی کاپی کل رات کو دیر سے پیش ہُوئی۔ اور چونکہ آپ نے اس میں بعض ایسے اہم امُور کا تذکرہ کیا ہے جن کا بغیر غور و خوض فیصلہ کرنا ممکن نہیں۔ اندریں صورت حضُور ما بدولت آج ہی مفصل جواب دینے سے قاصر ہیں۔ الّا آپ کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ آپ کی عرضداشت پر غور کرنے اور اس کے متعلق احکام صادر کرنے میں کوئی غیر ضروری توقف نہ ہوگا۔" تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مہاراجہ صاحب بہادر کے اس جواب پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:-

"کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر مہاراجہ صاحب فوری اعلان کر دیتے۔ کہ ان کی رعایا کو بغیر کسی مزید تاخیر کے انسانیت کے وُہ تمام ابتدائی حقوق عطا کر دیئے جائیں گے۔ جو میموریل کی ابتداء میں درج ہیں۔ اور جن سے وہ اس وقت تک محروم چلی آتی ہے۔ ایسے اعلان کے لئے کسی لمبے چوڑے غور و خوض کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ یہ حقوق نہ صرف برٹش انڈیا میں بلکہ تمام متمدن ممالک میں خواہ وُہ تہذیب کے کسی درجہ پر کیوں نہ ہوں۔ رعایا کو حاصل ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی حضُور نے یہ خیال بھی ظاہر فرمایا۔ کہ "مہاراجہ صاحب کے دل میں اپنی رعایا کو مطمئن کرنے کی حقیقی خواہش موجود ہے۔ اور ان کے جواب میں بعض نقائص اس عجلت کا نتیجہ ہیں۔ جس میں یہ جواب تیار کیا گیا۔ گہرے غور کے بعد ہز ہائی نس ان کوتاہیوں کو دُور کریں گے۔"

اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ تبصرہ اپنی ذاتی رائے سے کیا۔ لیکن آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے اپنے ایک فوری اجلاس میں اس کے حرف حرف سے پورا اتفاق ظاہر کیا ؛

حقوق کے متعلق فوری اعلان کا مطالبہ

جب مہاراجہ صاحب کی طرف سے ان حقوق کے متعلق اعلان میں تعویق ہوئی۔ اور مسلمانان کشمیر میں بے چینی رونما ہونے لگی۔ حتٰے کہ جموں میں نہایت ناخوشگوار واقعات ظہور پذیر ہو گئے۔ تو پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مہاراجہ صاحب کو بذریعہ تار توجہ دلائی۔ اور پیش آمدہ واقعات اور حالات کے متعلق مشورہ دینے کے علاوہ یہ بھی لکھا "بہت جلد مسلمانوں کی شکایات کے ازالہ اور ابتدائی حقوق کے متعلق اعلان کیا جائے"۔ نیز لکھا :۔ "میں مہاراجہ صاحب سے متوقع ہوں۔ کہ آپ فوری اقدامِ عمل کریں گے۔ تاکہ دنیا کو یقین ہو جائے۔ کہ آپ کو اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کا خیال ہے۔ اور ریاست صلح اور آئینی ذرائع کی خواہش مند ہے"۔

مہاراجہ صاحب کا قابلِ تعریف اعلان

ان مختصر اقتباسات سے ناظرین بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے کس عمدگی کے ساتھ شروع میں ہی مسلمانان جموں و کشمیر کے حقیقی اور ناقابلِ انکار مطالبات مرتب فرمائے۔ پھر کس وضاحت کے ساتھ ان کی اہمیت اور معقولیت ثابت فرمائی۔ اور کس خوبی کے ساتھ مہاراجہ صاحب کو ان کی منظوری پر آمادہ کیا۔ آخر خدا تعالےٰ کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی جدوجہد سے وہ وقت آگیا۔ جبکہ مہاراجہ بہادر نے وہ مدبرانہ اور قابلِ تعریف اعلان شائع کر دیا۔ جس میں مذکورہ بالا مطالبات میں سے جو فوری منظوری کے قابل تھے۔ ان کے لئے فوری انتظام کر دیا گیا۔ اور جن کے متعلق غور و فکر کی ضرورت ہے۔ ان پر غور کر کے جلد فیصلہ کرنے کا حکم نافذ کیا گیا۔ یہ مفصل اعلان اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج کر دیا گیا ہے۔ جس کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب نے مسلمانوں کے مطالبات کے متعلق وہی رویہ اختیار کیا ہے۔ جس کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے انہیں مختلف رنگوں میں توجہ دلائی۔ اور ثابت کر دیا۔ کہ انہیں اپنی رعایا کی فلاح اور بہبود کا پورا پورا خیال ہے۔ اور وہ اس کے مطالبات پورے کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ اب ان لوگوں کا جن کے سپرد معاملات کئے گئے ہیں۔ یہ فرض ہے۔ کہ جس سپرٹ میں مہاراجہ صاحب بہادر نے تازہ اعلان کیا ہے۔ اسی کے ماتحت کام کریں۔ تاکہ ریاست امن اور خوشحالی کے منازل طے کرنے کے قابل ہو سکے۔ اور دوسری ریاستوں کے لئے قابلِ تقلید نمونہ پیش کر سکے ؛

مسلمانانِ کشمیر کے حقوق اور "زمیندار"

اخبار "زمیندار" اور اس کے متعلقین نے ایک طرف تو مسلمانان کشمیر کے حقوق اور مطالبات کو نقصان پہونچانے اور انہیں حکومت کا معتوب بنانے کے لئے شرمناک افعال کا ارتکاب کیا۔ اور دوسری طرف یہ دعوےٰ بھی جاری رکھا۔ کہ مسلمانانِ کشمیر کی جس قدر خدمت اُس نے کی ہے۔ اتنی کسی اور نے نہیں کی۔ اگرچہ واقعات کے رُو سے "زمیندار" کا یہ دعوےٰ بالکل لغو ثابت ہو چکا ہے۔ تاہم ایک تازہ شہادت سے جو "زمیندار" کے اپنے ہی الفاظ میں" پنجاب میں ہندو رائے کے سب سے بڑے اُردو ترجمان پرتاپ" کی ہے۔ معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ "زمیندار" نے مسلمانانِ کشمیر کے متعلق کیا روش اختیار کر رکھی ہے۔ اخبار "پرتاپ" (۱۵ نومبر) مسلمان اخبارات کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے :۔

"زمیندار کے متعلق تو کہنے کی ضرورت نہیں۔ وہ شروع سے اس تحریک سے الگ تھلگ رہا ہے۔ اس نے ایک لفظ اس کے حق میں نہیں لکھا۔ اس کے خلاف کئی بار لکھا ہے"۔

یہ ہے وہ سرٹیفکیٹ جو "زمیندار"۔ اس کے مولانا ظفر علی۔ اور مسٹر اختر علی کو ہندو رائے کے سب سے بڑے اردو ترجمان نے دیا ہے یعنی "زمیندار" نہ صرف مسلمانانِ کشمیر کی حقوق حاصل کرنے کی تحریک سے الگ تھلگ رہا ہے۔ اور اس نے اس کے حق میں ایک لفظ نہیں لکھا بلکہ اُس کے خلاف کئی بار لکھا ہے ؛

اب اگر حالات کے بالکل بدل جانے، حکومت کشمیر کے تشدد کی بجائے مصالحت پر آمادہ ہونے، مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات کی معقولیت تسلیم کر لینے اور انہیں جلد سے جلد پورا کر دینے کا اقرار کر لینے کے بعد "زمیندار" مسلمانانِ کشمیر کی خیر خواہی کا دم بھرنے لگا ہے۔ تو یہ محض اس کی مشہور عام گرگٹ صفتی کا تقاضا ہے۔ جسے کچھ بھی وقعت دینے کے لئے کوئی معقولیت پسند انسان تیار نہ ہو گا ؛

حفاظت گائے کا عمدہ طریق

گائے کی ہمدردی اور حفاظت کی آڑ میں آئے دن برادران ہنود کی طرف سے مسلمانوں پر جو تشدد ہوتا رہتا ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ گائے کی بجائے انسانوں کا خون بہانے والے گئو بھگت خواہ مخواہ فتنہ و فساد پیدا کرنے کی بجائے حفاظت گائے کے صحیح طریق کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ حال میں ہندو اخبارات کے ذریعہ ایک معزز ہندو نے ایسے لوگوں کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ گئو کشی روکنے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے۔ کہ گئوؤں کا دودھ بڑھایا جائے۔ اور دودھ میں مکھن کی مقدار بڑھائی جائے۔ یعنی ایسے حالات پیدا کئے جائیں۔ کہ گئو کے پالنے سے بھی چار پیسے ہاتھ آسکیں۔ جب یہ بات ہونے لگے گی۔ تب تو قصائی بھی گائے کے مارنے کے بدلے اسے پالنے لگے گا۔ کیونکہ گئو پالنے سے ہی زیادہ نفع رہے گا۔ ہماری قومی طاقت ایک تو یوں ہی بہت کم ہے۔ اس لئے اب فضول۔ بلکہ نقصان دہ جھگڑوں میں اسے خراب کرنے کے بدلے اگر ہم وہ طاقت گئوؤں کے پالنے۔ اور گئوؤں کے سدھار میں لگا دیں۔ تو کیا ہی اچھا ہو جب یہ کام پورا ہو جائے گا۔ تب ہم دیکھیں گے۔ کہ گائے نے اپنی رکھشا اپنے آپ ہی کر لی ہے۔ اس بیرونی امداد کی اسے ضرورت نہیں رہ جائے گی۔ جس سے جتنا فائدہ پہونچتا ہے۔ اتنا ہی نقصان بھی ممکن ہے"؛

فی الواقعہ بات نہایت معقول ہے۔ لیکن جن ہندوؤں کی غرض گائے کی حفاظت نہ ہو۔ بلکہ اس کی آڑ میں مسلمانوں کے خلاف نفرت و حقارت پیدا کرنا۔ اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانا ہو۔ وہ کب ادھر متوجہ ہو سکتے ہیں ؛

کیا کانگرس ۹۵ فی صدی ہندوستانیوں کی نمایندہ ہے؟

گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں گاندھی جی نے نہ صرف فرقہ وارانہ مسائل کے تصفیہ کی کوئی مدبرانہ کوشش نہ کی۔ بلکہ اقلیتوں کو آپس میں الجھا کر ہندوؤں کے ہاتھ مضبوط کرنے چاہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سوائے سکھوں کے جو اپنے مطالبات کی غیر معقولیت کی وجہ سے ہندوؤں کا سہارا لینا۔ اور ہندو انہیں بطور آلۂ کار استعمال کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ باقی تمام اقلیتوں نے ضرورت محسوس کی۔ کہ وہ متحد ہو جائیں اور متفقہ طور پر آپس میں سمجھوتہ کر کے حکومت برطانیہ کے سامنے پیش کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور اپنا سمجھوتہ وزیر اعظم کو پہنچا دیا۔ جس نے اسے ایک اہم دستاویز قرار دے کر سرکاری فائل میں داخل کر لیا۔ یہ بات گاندھی جی اور دوسرے ہندوؤں کو بے حد ناگوار گزری۔ اور گاندھی جی نے اس کا ذکر کرتے ہوئے منارٹی کمیٹی میں جو تقریر کی۔ اس میں اس پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہ وزیر اعظم نے "اقلیتوں کے معاہدہ کو ہندوستان کی چھیالیس فیصدی آبادی کی تجاویز قرار دیدیا ہے"۔ یہ دعوےٰ پیش کیا۔ کہ "کانگرس تمام ہندوستان کی ۸۵ یا ۹۵ فیصدی آبادی کی نمائندگی کی دعویدار ہے"۔ اور دلیل یہ دی۔ کہ "کانگرس کے رجسٹر سے واضح ہو سکتا ہے۔ کہ کانگرس مسلمانوں اور زمینداروں کی نمائندگی بھی کرتی ہے"۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا مسلمانوں اور زمینداروں کی اکثریت نے کانگرس کو کبھی اپنا نمایندہ تسلیم کیا۔ اگر نہیں۔ تو اس قسم کے بے وزن دعووں سے کانگرس ۹۵ فیصدی ہندوستانیوں کی نمایندہ نہیں بن سکتی ؛

حضرت مسیح کی آمد کا انتظار کرنیوالے

بیت المقدس سے ایک امریکن نامہ نگار نے اخبارات میں شائع کرایا :۔

"توریت کی پیشگوئی کی بناء پر فلسطین کے یہودیوں کی ایک جماعت حضرت عیسیٰ کے آسمان سے اترنے کا بے چینی سے انتظار کر رہی ہے۔ ان کا خیال ہے۔ وہ عنقریب جلوہ گر ہونگے۔ اور تمام دُنیا کو مصائب سے نجات دلائینگے۔ فلسطین میں پچاس ہزار یہودی صبح و شام روزانہ نماز پڑھتے اور خشوع و خضوع سے دعا مانگتے ہیں۔ کہ وہ جلد نازل ہوں۔ یہودی براق میں جا کر پہلے توریت کی تلاوت کرتے ہیں۔ پھر نماز پڑھ کر سب آسمان کی طرف دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ الخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

مسئلہ کشمیر اور جماعت احمدیہ

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۱ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

چونکہ آج اُس امر کے متعلق جس کے لئے میں تین مہینہ سے کوشش کر رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے

کامیابی کا پہلا قدم

اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ وہ خیالات جو اس عرصہ میں بعض دفعہ ہماری جماعت کے لوگوں کے دلوں میں بھی پیدا ہوتے رہے ہیں۔ ان کے متعلق کچھ بیان کرنا ضروری ہے۔ مجھے تحریر کے ذریعہ سے اور زبانی بھی کئی دوستوں کے یہ خیالات معلوم ہوئے۔ کہ

کشمیر کا مسئلہ

ایک سیاسی مسئلہ ہے۔ اس میں ہماری جماعت کو دخل دینے یا اس معاملہ میں اپنی طاقتوں کو خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ

آزادیٔ کشمیر

کا مسئلہ ایک رنگ میں سیاسی مسئلہ ہے۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ یہ ایک رنگ میں غیر سیاسی بھی ہے۔ وہ لوگ جنھوں نے کشمیر یا کشمیر کے لوگوں کو خود نہیں دیکھا ہوا۔ اور وہاں جا کر ان کی حالت سے واقفیت حاصل نہیں کی۔ وہ بے شک یہ سوال کر سکتے ہیں۔ کہ ہندوستان کی تحریک آزادی اور کشمیر کی تحریک آزادی میں کیا فرق ہے۔ اور بے شک وہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ گاندھی کی تحریک اور اس تحریک میں ہمیں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے اپنی آنکھوں سے علاقۂ کشمیر کو دیکھا۔ وہاں کے مسلمانوں سے ملے۔ اور جن کے تعلقات اہل کشمیر سے گہرے اور دوستانہ ہیں۔ وہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ اور واقف ہیں۔ کہ

کشمیر کی تیس لاکھ آبادی

ایسے حالات میں سے گزر رہی ہے۔ جسے غلامی سے کسی صورت میں بھی کم نہیں کہا جا سکتا۔

یہاں کے لوگ اس امر کا اندازہ ہی نہیں کر سکتے۔ کہ وہ غریب قوم صدیوں سے کس مصیبت میں مبتلا چلی آتی ہے۔ مثال کے طور پر

ایک مشہور واقعہ

ہے۔ جو موجودہ شورش کے ابتدائی واقعات میں سے ہے۔ اسی سے اندازہ کر لو۔ کہ وہاں آزادی کی کیا قدر و قیمت ہے۔

ہمیشہ ہماری

مساجد میں خطبے

پڑھے جاتے ہیں۔ اور حکومت کا کوئی قانون انہیں بند نہیں کر سکتا۔ اگر ہندوستان میں کسی جگہ ہمیں یہ نظارہ دکھائی دے۔ کہ خطیب کو خطبہ پڑھتے ہوئے روک دیا جائے۔ اور اسے پولیس والے یہ کہکر خطبہ پڑھنے سے منع کر دیں۔ کہ اس کی حکام سے کیوں اجازت نہیں لی گئی۔ تو بتلاؤ۔ ہندوستان کے لوگ کس حد تک اشتعال میں نہ آ جائیں گے۔ اور کیا اس وقت ایک بھی شخص ایسا ہوگا۔ جو یہ کہے۔ کہ یہ سیاسی مسئلہ ہے۔ غیر سیاسی نہیں۔ مگر کشمیر میں یہ ہو رہا ہے۔ کہ خطیب خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا۔ مگر پولیس والوں نے اسے روک دیا۔ اور کہا۔ کہ تمہیں خطبہ پڑھنے کی اجازت نہیں۔ اس کے لئے پہلے حکام سے اجازت حاصل کرو۔

ہمارے ملک میں بازاروں میں

تقریریں

کی جاتی ہیں۔ میدانوں میں تقریریں ہوتی ہیں۔ مگر کوئی قانون انہیں نہیں روک سکتا۔ جس قدر ہندوستان کے شہر ہیں۔ ان میں چلے جاؤ۔ کہیں بھی کھلی جگہ میں تقریریں کرنے کی ممانعت نہیں ہوگی۔ جو معمولی گاؤں ہیں۔ ان میں تو کبھی کبھار کوئی واعظ آ جاتا۔ اور وعظ کر دیتا ہے۔ لیکن بڑے شہروں کے اگر چوک دیکھے جائیں۔ تو ان میں روزانہ کوئی نہ کوئی آدمی کچھ نہ کچھ سناتا ہوا نظر آئیگا۔ لیکن کشمیر کے لوگوں کو آجتک اس امر کی بھی اجازت نہیں تھی۔ اور انہیں تقریر کے لئے سرکار سے اجازت لینی پڑتی تھی۔ جو بسا اوقات نہیں ملتی تھی۔

پھر ہمارے ملک میں

اخبارات

نکالنے کی عام آزادی ہے۔ اور در اصل قومی ترقی کے لئے اخبارات کا وجود نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک ہم اپنے خیالات دوسروں تک نہ پہنچائیں۔ اور ان کے خیالات سے خود فائدہ حاصل نہ کریں۔ کس طرح ترقی کر سکتے ہیں۔ ہندوستان میں نہایت ادنےٰ ادنےٰ اقوام کے بھی اخبارات ہیں۔ بلکہ ہمارے ملک میں جو قوم سب سے زیادہ ادنیٰ سمجھی جاتی ہے۔ یعنی چوہڑے اور چمار ان کے بھی اخبارات اور رسالے ہیں۔ بلکہ یہ تو وہ لوگ ہیں۔ جن کی عزت کو لوگوں نے ضائع کیا۔ خدا نے ضائع نہیں کیا۔ مگر ایک وہ قوم ہے جسے لوگوں نے بھی ذلیل کیا۔ اور خدا تعالےٰ نے بھی اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے ذلیل کیا۔ یعنی کنجروں کی قوم۔ اس کے اخبارات بھی ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ کوئی نہیں۔ جو اخبارات روکے۔ مگر کشمیر میں عملاً مسلمانوں کو اس آزادی سے محروم رکھا گیا۔ اور اخبارات نکالنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ بعض لوگوں نے تو بتلایا کہ وہ متواتر پچیس ۲۵ سال سے اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ انہیں اخبار نکالنے کی اجازت مل جائے۔ مگر حکومت کی طرف سے اجازت نہیں ملتی۔ انگریزی علاقہ میں تو اتنا ہی ہے کہ اخبار نکالنے کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو درخواست دی جاتی ہے۔ اور وہ اسے منظور کر لیتا ہے۔ مگر وہاں پچیس پچیس ۲۵ سال سے لوگ کوششیں کرنے کے باوجود ناکام رہے ہیں اور انہیں اتنی اجازت نہیں ملی۔ کہ وہ اخبار کے ذریعہ اپنے خیالات دوسروں تک پہنچا سکیں۔

آج کل ہندوستان میں بم وغیرہ کے واقعات کی وجہ سے گورنمنٹ نے

اخبارات کے لئے بعض پابندیاں

اور شرائط عائد کر دی ہیں۔ مگر پھر بھی سارا ملک ان پابندیوں کے خلاف آواز بلند کر رہا ہے۔ حتےٰ کہ ہم لوگ بھی جو گورنمنٹ کے خوشامدی کہلاتے ہیں۔ ان پابندیوں کو ناپسند کرتے ہیں۔

پھر ہمارے ملک میں

پنچائتیں

ہوتی ہیں ۔ تمام پیشہ ور اقوام کی انجمنیں ہیں ۔ دھوبیوں کی انجمن ہے ارائیوں کی انجمن ہے ۔ قصائیوں کی انجمن ہے ۔ کہیں جلاہوں کی پنچائت ہو رہی ہے ۔ تو کہیں تاجروں کی ۔ پھر پیشہ وروں کے علاوہ سیاسی فرقوں کی بھی پنچائتیں ہوتی رہتی ہیں ۔ تعلیمی شوق رکھنے والوں کی بھی پنچائتیں ہیں ۔ یتیموں اور بیواؤں کی خبرگیری کے لئے بھی انجمنیں قائم کی جاتی ہیں مگر یہ عجیب بات ہے ۔ کہ کشمیر میں انجمن بنانے کی بھی اجازت نہیں ۔ بلکہ اگر چار یا پانچ اشخاص مل کر کہیں ۔ کہ آؤ ہم یتیموں کی پرورش اور ان کی نگہداشت کے لئے انجمن بنائیں ۔ تو اس کے لئے بھی انہیں گورنمنٹ سے اجازت لینی پڑتی ہے ۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے ۔ کہ گورنمنٹ روک دیتی ہے ۔ اور ایسی کسی انجمن کو قائم ہونے نہیں دیتی ۔ یہ انسانی زندگی نہیں ۔ بلکہ

حیوانی زندگی

ہے ۔ گویا ایک اشرف المخلوق انسان کو ایسی قیود کے ذریعہ جانوروں بیلوں گھوڑوں اور گدھوں کی سی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جاتا ۔ اور فطرت انسانی کو تبدیل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ وہ فطرت جو ہم نے پیدا کی ۔ اسے تبدیل کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ۔ اور نہ کسی کا یہ حق ہے ۔ کہ کسی انسان کو انسانیت سے حیوانیت میں تبدیل کر دے ۔ پس جب یہ کسی کا اختیار نہیں ۔ کہ وہ فطرت انسانی کو تبدیل کرے ۔ تو یقیناً وہ گورنمنٹ جو فطرت انسانی کو تبدیل کرنا چاہتی ہے ۔ وہ انسانیت پر ہی نہیں ۔ بلکہ مذہب پر بھی حملہ کرتی ہے ۔ اور ان حالات میں ہر شخص کا فرض ہو جاتا ہے ۔ کہ وہ ایسے

مظلوم اور ستم رسیدہ انسانوں کی امداد

کرے ۔

پس یہ ہرگز صحیح نہیں ۔ کہ معاملہ کشمیر ایک سیاسی تحریک ہے ۔ بلکہ یہ ایک انسانی ہمدردی کی تحریک ہے ۔ اور انسانی ہمدردی مذہب کا جزو ہے ۔ مگر علاوہ اس کے اور بھی بہت سے ایسے پہلو ہیں ۔ جن کے ماتحت اس تحریک میں حصہ لینا ضروری ہو جاتا ہے ۔ مثلاً اب مسلمانوں کی حالت ایسی ہونے والی ہے ۔ کہ اگر آج دنیا کے تمام مسلمان اپنے اندر

اتحاد کی صورت

پیدا نہیں کریں گے ۔ اور دشمنوں کے منصوبوں کا یکجہتی سے مقابلہ نہیں کریں گے ۔ تو بالکل ممکن ہے ۔ کل ایسی حالت پیدا ہو جائے ۔ کہ ہندوؤں کی طاقت انہیں کچل کر رکھ دے ۔

ہندوستان میں ایک مسلمان کے مقابلہ میں چار ہندو ہیں ۔ اور وہ ہر وقت متفقہ طور پر اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں ۔ کہ کسی طرح مسلمانوں کو نابود کر دیں ۔ ان حالات میں ضروری ہے ۔ کہ مسلمان اپنے اندر اتحاد پیدا کریں ۔ اور دشمنوں پر ثابت کر دیں ۔ کہ وہ اختلاف عقائد کے باوجود دشمنوں کے ہر حملہ کا اپنی متحدہ قوت سے مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ ہیں ۔ ابھی پچھلے دنوں

ریاست جے پور میں

صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ پڑھنے پر چند مسلمان قید کر لئے گئے ۔ گویا ان کا جرم صرف یہ تھا ۔ کہ انہوں نے کیوں بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اظہار کیا ۔ اور یہ صرف ایک ریاست کی حالت نہیں ۔ بلکہ ایسا زمانہ ہمارے سامنے آنے والا ہے ۔ کہ سارے ہندوستان کی یہی حالت ہو جائے ۔ پس ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے ابھی سے اپنے اندر قوت پیدا کرنا ہمارا مذہبی فرض ہے ۔ سیاسی نہیں ۔ ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے ان تیس لاکھ آدمیوں کی امداد کے لئے جو یتیموں کی طرح کمزور اور بے بس تھے ۔ اپنا ہاتھ بڑھایا ۔ اور بغیر اس خیال کے بڑھایا ۔ کہ اس میں

احمدیت کی ترقی

کا سوال ہو ۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ۔ کہ اخباری لحاظ سے تو آج ہی ورنہ ہمیں تو دو دن پہلے سے معلوم تھا ۔ مہاراجہ صاحب نے یہ اعلان کر دیا ہے ۔ کہ آئندہ

ریاست کا قانون

ایسی صورت میں منتقل کر دیا جائے گا ۔ کہ وہاں تقریریں کرنے کی اسی طرح اجازت ہوگی ۔ جس طرح گورنمنٹ انگریزی کے قانون میں ہے ۔ اسی طرح اخبارات کے نکالنے کی بھی وہاں ایسی ہی آزادی ہوگی ۔ جیسے ہندوستان میں پھر انجمنیں بنانے کی بھی وہاں اسی طرح اجازت ہوگی ۔ جیسے یہاں ۔ اسی طرح وہ پرانی مساجد جو گورنمنٹ کے قبضہ میں ہیں ۔ اور جنہیں آج تک شالی وغیرہ ڈالی جاتی تھی ۔ مسلمانوں کے حوالے کر دی جائینگی ۔ اسی طرح ایک کمیشن بٹھا دیا جائے گا ۔ جو قانون سے اس امتیاز کو جو پہلے ہندو اور مسلمانوں میں تھا ۔ دور کر دے گا ۔ مثلاً اس سے پیشتر یہ حالت تھی ۔ کہ اگر ایک مسلمان بکری پالے ۔ تو اس سے فی بکری پہلے سال دو روپے سات آنے دوسرے سال دو روپے دس آنے اور تیسرے سال دو روپے تیرہ آنے ٹیکس وصول کیا جاتا تھا ۔ لیکن اگر ہندو بکری پالے ۔ تو اس سے فی بکری صرف تین آنے ٹیکس لیا جاتا تھا ۔ جس کا نتیجہ یہ تھا ۔ کہ بکر وال قوم اسبات کے لئے تیار تھی ۔ کہ وہ ہندو ہو جائے ۔ اور اس طرح اس ٹیکس سے بچ سکے اور گو

مہاراجہ صاحب

کی نیت یہ نہ ہو ۔ کیونکہ وہ بذات خود نہایت شریف طبیعت رکھتے ہیں لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ کہ وزراء کی یہ نیت ضرور تھی ۔ کہ اس طرح مسلمانوں پر دباؤ ڈال کر انہیں ہندو بننے پر مجبور کیا جائے ۔ اور ریاست سے اسلام کو مٹا دیا جائے ۔ ایسے تمام قوانین کے متعلق اعلان کیا گیا ہے ۔ کہ آئندہ ان میں تغیر کیا جائیگا ۔ اور تمام قوانین انگریزی حکومت کے قوانین کی طرح بنا دیئے جائیں گے ۔ اور کوئی ایسا قانون برقرار نہیں رہیگا ۔ جس میں

مسلمانوں اور ہندوؤں میں امتیاز

روا رکھا گیا ہو ۔ اسی طرح یہ بھی فیصلہ کر دیا گیا ہے ۔ کہ جن لوگوں کو پولیس اور دوسرے افسروں نے دانستہ یا نادانستہ یا شرارت کے طور پر مار پیٹ یا گولیوں کا نشانہ بنایا ہے ۔ ان کے متعلق تحقیقات کر کے اگر وہ مجروح ہیں ۔ تو ان کی امداد کی جائے ۔ اور اگر وہ مر چکے ہیں ۔ تو ان کے پسماندگان کو معقول معاوضہ دیا جائے ۔ جس سے وہ اپنی غربت اور مفلوک الحالی کی اصلاح کر سکیں ۔ اسی طرح یہ بھی فیصلہ کر دیا گیا ہے ۔ کہ کمیشن تحقیقات کر کے رپورٹ کرے ۔ کہ کس حد تک حکومت کشمیر کے باشندوں کے صلاح و مشورہ سے کی جایا کرے ۔ گویا جس طرح

ہندوستان کا طرز حکومت

ہے ۔ اسی طرح وہاں بھی انتخابات ہوا کریں گے ۔ جن کے یہ معنی ہیں ۔ کہ وہاں کوئی قانون ایسا نہیں بن سکے گا ۔ جو مسلمانوں کے خلاف ہو ۔ بلکہ آئندہ ایسے ہی قانون نافذ ہوا کریں گے ۔ جو ساری رعایا کے لئے مفید اور نفع رساں ہوں ۔ اور چونکہ مسلمان وہاں ۹۵ فیصدی ہیں ۔ اس لئے بہرحال ایسے تمام قوانین کا زیادہ تر فائدہ مسلمانوں کو ہی پہنچے گا ۔ ان کے علاوہ اور

بہت سی باتیں

ہیں ۔ جن کے تصفیہ کے لئے کمیشن بٹھائے گئے ہیں ۔ ممکن ہے کمیشن کی تحقیقات کے دوران میں ایسی کئی باتیں پیدا ہو جائیں ۔ جو ہمارے مدعا کے خلاف ہوں ۔ اس لئے گو ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے ۔ کہ ہمارا کام ختم ہو گیا ۔ مگر یہ ہم ضرور کہہ سکتے ہیں ۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں

پہلی فتح

حاصل ہو گئی ۔ اور میں تو سمجھتا ہوں ۔ کہ یہ خالی ہماری ہی فتح نہیں ۔ بلکہ یہ خود مہاراجہ کی فتح ہے ۔ اس لئے کہ ایک بادشاہ کی سب سے بڑی فتح یہی ہوتی ہے ۔ کہ اس کی رعایا اس سے خوش ہو جائے ۔ خود سوچ لو ۔ کہ اگر ایک آدمی کے ارد گرد روپوں کی تھیلیاں رکھی ہوئی ہوں ۔ مگر اسے قولنج کا دورہ شروع ہو جائے ۔ تو اسے وہ روپوں کی تھیلیاں کیا فائدہ پہنچا سکتی ہیں ۔

رعایا کی ناراضگی

ایسی ہی ہے ۔ جیسے کسی حکمران کو سل ہو جائے ۔ یا جیسے دق ہو جائے ۔ یا جیسے کوڑھ ہو جائے ۔ یا جیسے قولنج ہو جائے ۔ ایسے شخص کو روپوں سے کیا لذت حاصل ہو سکتی ہے ۔ اور وہ جواہرات کی تھیلیوں سے کیا فائدہ حاصل کر سکتا ہے ۔ لیکن اگر اس کی ساری تھیلیاں اس سے لے لی جائیں ۔ اور اس کے گھر سے باہر پھینک دی جائیں ۔ مگر اس کی سل دور ہو جائے ۔ اس کی قولنج جاتی رہے ۔ یا اس کا کوڑھ اس سے مفقود ہو جائے ۔ تو یقیناً وہ آرام محسوس کرے گا ۔ اور کہیگا ۔ کہ خدا نے مجھ پر بڑا احسان کیا ۔ پس گو اس فیصلہ میں بظاہر فتح کشمیری مسلمانوں یا ان کے ہمدردوں کی نظر آتی ہے ۔ مگر درحقیقت یہ

مہاراجہ کی فتح

ہے ۔ کیونکہ جس دن سے انہوں نے اپنی رعایا کو انسانیت کے ابتدائی حقوق دے دیئے

اور رعایا ان سے خوش ہو گئی۔ اسی دن سے ان کی حکومت مستحکم ہو گئی۔ اور وہ حقیقی طور پر مہاراجہ کہلانے لگے۔ کیونکہ جبر دنیا میں انسان کو کبھی معزز نہیں بناتا۔ جو چیز انسان کو اعزاز دیتی اور اسے رفعت و عزت کا وارث بناتی ہے۔ وہ

محبت اور حسن سلوک

ہے۔ دنیا میں کتنے ہی بڑے بڑے بادشاہ گزرے ہیں۔ لیکن آج ان کی کوئی وقعت نہیں۔ اور لوگوں کی نظر میں ان کی معمولی قدر و قیمت بھی نہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں وہ لوگ جنہوں نے نبوت یا بادشاہت کے لحاظ سے دنیا میں انصاف کیا۔ اور ظلم و جفا کو مٹایا۔ آج دنیا ان کی تعریف میں رطب اللسان ہے

نوشیرواں کون تھا؟

ایک کافر سلطنت کا بادشاہ تھا۔ اسی کی حکومت سے بعد میں مسلمانوں نے جنگیں کیں۔ اور اس کی سلطنت کی جڑیں اکھیڑ دیں۔ لیکن نوشیرواں کی تعریف کرنے والے بھی مسلمان ہی ہیں۔ اور خود رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے خوشی ہے۔ کہ میری پیدائش اس کے زمانہ میں ہوئی۔ پس گو نوشیرواں اس تخت کا مالک تھا جس کے خلاف مسلمانوں کو لڑائی لڑنی پڑی۔ نوشیرواں اس تخت کا مالک تھا جس کے ایک مالک نے مسلمانوں کو دکھ پہنچایا۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ ایک دشمن خاندان کا فرد تھا۔ پھر بھی تمام مسلمان اس کے عدل و انصاف کی تعریف کرتے اور اسے مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

حاتم طائی کون تھا؟

ایک معمولی رئیس سے زیادہ اس کی وقعت نہیں تھی۔ مگر آج اس کا نام اس حد تک مشہور ہے۔ کہ گاؤں کے ان پڑھ لوگ بھی بعض دفعہ طنزاً دوسرے کو کہہ دیا کرتے ہیں۔ "بڑا حاتم بنا پھرتا ہے"۔ وہ ایک معمولی نمبردار تھا۔ مگر اس کے حسن سلوک اور سخاوت کا یہ اثر ہے۔ کہ آج بچہ بچہ اس کے نام سے واقف اور اس کی تعریف کرتا ہے۔ گاؤں کے ادنےٰ ادنےٰ لوگوں سے ملو۔ ان کے سامنے نپولین کا ذکر کرو۔ تو وہ اس سے ناواقف ہوں گے۔ لیکن ذرا سخاوت کا ذکر چھیڑ دو۔ تو وہ فوراً کہہ اٹھینگے کہ فلاں شخص تو حاتم ہے۔ چلے جاؤ۔ ان گاؤں میں جو ریل سے دور ہیں۔ جہاں کے باشندے تعلیم یافتہ نہیں۔ اور جو معمولی علوم سے بھی واقفیت نہیں رکھتے۔ ان میں سے بھی کسی کا نام حاتم ہوگا۔ حالانکہ یہ کوئی اسلامی نام نہیں۔ محض اس لئے کہ وہ سخاوت اور وفا میں مشہور ہے۔ لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ اور اس کے نام پر اپنے بچوں کے نام رکھتے ہیں۔ حالانکہ اس کی حیثیت ایک نمبردار سے زیادہ نہیں تھی۔ اس کی حالت کا اسی سے پتہ لگتا ہے۔ کہ اس کی بیوی نے اس لئے اس سے طلاق کی خواہش کی تھی۔ کہ وہ اسے مالی لحاظ سے آرام میں نہیں رکھ سکتا تھا۔ اور جو کچھ اس کے پاس ہوتا۔ مہمان نوازی میں صرف کر دیتا۔ اگر اس کی بادشاہوں والی حالت ہوتی۔ تو محض مالی تنگی کی وجہ سے اس کی بیوی کو طلاق لینے کی کیا ضرورت تھی۔ مشہور ہے۔ کہ حاتم کا ایک رقیب تھا۔ جو بہت دولتمند آدمی تھا۔ اس نے حاتم کی بیوی سے کہا۔ کہ تو اس سے طلاق لے لے میں تجھ سے شادی کر لونگا۔ جب وہ الگ ہو گئی۔ تو بجائے اس کے کہ وہ اس کے مکان سے چلی جاتی۔ حاتم نے خود ہی وہ مکان چھوڑ دیا۔ اور آپ علیحدہ کسی اور مکان میں رہنے لگ گیا۔ اس نے پہلا مکان بیوی کے پاس ہی رہنے دیا۔ چونکہ وہ ڈیرہ حاتم کا ہی مشہور تھا۔ اس لئے ایک دن کچھ مہمان آ گئے۔ عورت نے اس آدمی کو جس نے اس کے ساتھ شادی کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ کہلا بھیجا۔ کہ ایک دو اونٹنیاں مہمانوں کے لئے بھیج دو۔ ابھی چونکہ یہ حاتم کا ہی ڈیرہ مشہور ہے۔ اس لئے لوگ آ جاتے ہیں۔ آہستہ آہستہ جب ان کو علم ہوتا جائیگا۔ کہ یہ حاتم کا ڈیرہ نہیں۔ تو وہ نہیں آئینگے۔ مگر ابھی چونکہ آتے ہیں۔ اس لئے ایک دو اونٹنیاں ان کی مہمان نوازی کے لئے بھیج دو۔ اس نے جب یہ پیغام سنا۔ تو بہت ناراض ہوا۔ اور کہنے لگا۔ حاتم تو لوٹا ہی سخاوت کی وجہ سے گیا تھا۔ کیا تو چاہتی ہے۔ کہ مجھے بھی تباہ کر دے۔ لکھا ہے۔ اس واقعہ کی حاتم کو بھی اطلاع ہو گئی۔ اس نے خیال کیا۔ ڈیرہ آخر میرے ہی نام پر ہے۔ اگر مہمان بھوکے گئے تو میرا ہی نام بدنام ہوگا۔ وہ چپکے سے آیا۔ اور اس کی جتنی اونٹنیاں تھیں۔ وہ اس مکان میں چھوڑ کر چلا گیا۔ یہ اخلاق تھے۔ جو حاتم کے تھے۔ آجکل شیخوپورہ وغیرہ اضلاع میں زمینداروں کے پاس اونٹ اور اونٹنیاں ہوتی ہیں۔ یہی حالت حاتم کی تھی لیکن جو شہرت محبت۔ سخاوت اور وفا کی وجہ سے اسے حاصل ہوئی۔ وہ آج بڑے بڑے بادشاہوں کو بھی حاصل نہیں۔ تو جو

اخلاق سے فتح

دنیا میں حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ جبر اور تعدّی سے کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس نئے اعلان کے بعد اگر وزراء اور نئے افسروں نے اسی روح سے کام کیا۔ جس روح کا مہاراجہ صاحب نے اظہار کیا ہے۔ تو وہ اپنے ملک کو کھوئینگے نہیں۔ بلکہ اسے حاصل کرینگے۔ اور اپنے نام کو دوام بخشینگے۔

مجھے یاد ہے۔ ایک دفعہ ہم

ایک ریاست

سے گزر رہے تھے۔ چند لوگ جو ریاست کے باشندے تھے اپنے کسی پہلے راجہ کی تعریف میں شعر پڑھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا۔ موجودہ راجہ کی کیوں تعریف نہیں کرتے۔ کہنے لگے وہ راجہ جو اس سے پہلے گزر چکا تھا۔ بہت اچھا تھا۔ تو درحقیقت نیکی اور محبت ہی ایسی چیز ہے۔ جو

لوگوں کے قلوب

پر اثر کرتی اور انہیں تعریف کرنے پر مجبور کر دیتی ہے ورنہ جبر سے کبھی کوئی حکومت اعزاز حاصل نہیں کر سکتی۔

ہمیں جب یہ فتح حاصل ہوئی ہے۔ تو اگرچہ اس میں شبہ نہیں۔ میں اس کمیٹی کا پریذیڈنٹ ہوں۔ جس نے یہ تمام جدوجہد کی۔ مگر اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ یہ احمدیوں کی کمیٹی نہیں تھی۔ صرف دو احمدی اس میں شامل تھے۔ باقی سب احمدیت سے اختلاف رکھنے والے تھے۔ لیکن باوجود اختلافِ عقائد کے انہوں نے

نہایت دیانتداری سے

کام کیا ہے۔ اور شدید مخالفت کے باوجود انہوں نے ایسے اخلاص اور سرگرمی سے اس کام میں حصّہ لیا ہے۔ کہ مجھے یقین ہو گیا ہے۔ مسلمانوں میں اتحاد کا راستہ کھلا ہوا ہے۔ اور ان کا مطلع ایسا تاریک نہیں۔ جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی

ایک اور گروہ

ہے۔ جس نے ہماری مخالفت بھی کی۔ اور بعض جگہ انہوں نے ایسی سخت مخالفت کی۔ کہ احمدیوں کا بازاروں میں چلنا مشکل ہو گیا ہے۔ انہوں نے بعض جگہ عورتوں کو اور بعض جگہ بچوں اور بوڑھوں تک کو پیٹا۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ ہم احمدیت کو کچل کر رکھ دینگے۔ قادیان اپنے جتھے بھیجینگے۔ اور احمدیوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دینگے۔ حالانکہ اگر یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے۔ اور جیسا کہ ہم یقین رکھتے ہیں یہ

سلسلہ خدا کی طرف

سے ہی۔ تو پھر کسی کی مجال نہیں۔ کہ اس کو تباہ کر سکے۔ بلکہ اگر دنیا کے سارے بادشاہ مل کر بھی کہیں۔ کہ ہم احمدیت کو دنیا سے مٹا کر رکھ دینگے۔ تو میں انہیں کہونگا

ایاز قدرے خود را بشناس

تمہاری حیثیت ہی کیا ہے۔ کہ تم اس الہٰی سلسلہ کو مٹا سکو۔ پہلے اپنی حیثیت دیکھو اور پھر اپنے منہ سے ایسی بات نکالو۔ پس ان دھمکیوں سے تو نہ ہم پہلے کبھی ڈرے۔ اور نہ اب ڈر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کا محافظ ہے۔ اور وہی ہمیشہ اس کی حفاظت فرمائیگا۔ لیکن اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ مومنوں پر ہمیشہ

عارضی تکلیفیں

آیا کرتی ہیں۔ اور آجکل تو ہمارے خلاف کچھ اس قسم کا جوش پایا جاتا ہے۔ کہ کوئی تعجب نہیں۔ ہم پر وہی وقت آ جائے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی ایام میں جماعت پر آیا تھا۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ ابھی سے بعض لوگ ان معمولی تکلیفوں کی وجہ سے گھبرا رہے ہیں۔ حالانکہ اگر اللہ تعالےٰ ان مصائب

کی وجہ سے ہمارے اندر وہی زمانہ نے آئے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا۔ تو ہم سے بڑھ کر خوش قسمت اور مبارک شخص اور کون ہو سکتا ہے۔ تم میں سے کتنے ہیں۔ جو حسرت اور افسوس سے کہا کرتے ہیں۔ کاش ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ پاتے۔ وہ وقت گذر گیا۔ اور تم میں سے بعض نے دیکھا۔ اور اکثروں نے نہ دیکھا۔ لیکن اگر خدا اب مصائب کے ذریعہ سے ہی وہی زمانہ ہمارے اندر لے آنا چاہتا ہے۔ تو یہ مصیبتیں کیا ہیں۔ ہمارے لئے

راحت اور خوشی کا باعث

ہیں۔ اور جنت ہیں۔ جس کی ہم تمنا کیا کرتے ہیں۔ پس میں جماعت کو ہوشیار کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آج کل ہمارے سلسلہ کی سخت مخالفت ہو رہی ہے۔ اور یہ وقت ہے۔ کہ خصوصیت سے ہم اپنے اندر چستی پیدا کریں۔ ہوشیاری پیدا کریں۔ اور ایمان کی روح پیدا کریں۔ اور ان مصائب کی وجہ سے گھبرائیں نہیں۔ بلکہ خوش ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب میں بڑھانے کا سامان مہیا کیا۔ پھر

ہمارا فرض

ہے۔ کہ باوجود لوگوں کی دشمنی اور عداوت کے ان کے ساتھ احسان اور مروت کا سلوک کریں۔ نادان ہے وہ جو کہتا ہے۔ کہ فلاں شخص چونکہ ہمارا دشمن ہے۔ اس وجہ سے اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرنا چاہیئے اگر وہ فی الحقیقت ہمارا دشمن ہے۔ تو سب سے بڑی نیکی وہی ہوا کرتی ہے جو انسان اپنے دشمن کے ساتھ کرے۔ ہر باپ اپنے بچے کو کھلاتا پلاتا ہے۔ ہر بھائی اپنے بھائی کی خبر گیری کرتا۔ اور ہر عزیز اپنے عزیز کی امداد کرتا ہے۔ پس اگرچہ یہ بھی خوبی اور نیکی ہے۔ مگر بڑی نیکی وہی ہے جو دشمن سے کی جائے۔ اور بڑا احسان وہی ہے۔ جو مخالفوں سے کیا جائے پس ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم باوجود ان کی مخالفت کے ان کے ساتھ نیکی کا سلوک کریں۔ اور ایسی کوئی حرکت نہ کریں۔ جو عداوت کا پہلو اپنے اندر رکھتی ہو۔ پھر ہمیں خوشی بھی ہے۔ کہ جہاں ہمیں اپنے مخالفوں کی طرف سے بہت سی تکلیف کی باتیں سننی پڑیں۔ وہاں بہت سی

خوشگوار باتوں کا

بھی ان کی طرف سے ظہور ہوا۔ انہوں نے باوجود عقائد کے لحاظ سے شدید اختلاف رکھنے کے جس اخلاص اور محبت سے ہمارے افسر بنکر نہیں ہمارے برابر ہو کر نہیں۔ بلکہ ہماری ماتحتی میں کام کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس قدر قابل تعریف ہے۔ کہ میں کہہ سکتا ہوں۔ انہوں نے اپنا حق ادا کر دیا۔ اور ہمارے دلوں میں انہوں نے اپنے اخلاص اور محبت کی وجہ سے جگہ حاصل کر لی۔ انہوں نے جس خلوص دل کے ساتھ میرے ساتھ مل کر کام کیا ہے۔ اسے دیکھ کر اس کام نے میرے دل میں خوشی کی لہر پیدا کر دی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ابھی مسلمانوں میں جب ایسے لوگ موجود ہیں۔ تو یقیناً ان میں اتحاد کا رستہ بند نہیں ہوا۔ بلکہ ابھی باقی ہے۔ اور ہم اس پر چل کر مسلمانوں میں

کامل طور پر اتحاد

پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر یہ نہ بھی ہوتا۔ اور سارے مسلمان بالاتفاق ہمارے خلاف ہوتے۔ تب بھی میں یہی کہتا۔ کہ ان مصیبتوں سے گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ یہی تو وہ چیز ہے۔ جس کی ہم انتظار کر رہے تھے۔ پس مصیبتوں کی وجہ سے اور مختلف شہروں میں اپنی جماعت کی مخالفت کو دیکھ کر اپنے قدم کو سست مت ہونے دو۔ اور یہ اچھی طرح سمجھ لو۔ کہ یہی چیزیں ہیں۔ جو انسان کو خدا کا مقرب بنا دیتی ہیں۔ اگر ہم محض اس وجہ سے کہ لوگ ہمارے دشمن ہیں۔ ہم پر مختلف قسم کے الزام دھرتے اور ہمیں بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان سے الگ ہو جائیں۔ تو اتحاد کی کوئی صورت باقی نہیں رہیگی۔ اس آپس کی ناچاقی اور اختلاف سے فائدہ اٹھا کر دشمن متحد ہو کر مسلمانوں پر حملہ کر دے گا۔ اور اسلام کی طاقت کو بالکل کچل کر رکھ دیگا۔ پس اس وقت ضرورت ہے۔ کہ ہم وہی نمونہ دکھائیں۔ جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعلیم دی ہے۔

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

لوگ ہمیں دھتکاریں۔ تو ہم انہیں محبت کے ساتھ بلائیں۔ اور حسن سلوک کریں۔ وہ گالیاں دیں۔ تو ہم دعا دیں۔ وہ منہ پھیر لیں۔ تو ہم انہیں لپٹ جائیں۔ اگر ہم یہ نمونہ دکھائینگے۔ تو ان کے دلوں میں بھی درد پیدا ہوگا۔ اور ان کے قلوب میں بھی محبت پیدا ہوگی۔ اور آخر وہ دن آ جائیگا۔ جب

مسلمانوں کی ترقی

کے لئے اللہ تعالیٰ ان میں کامل طور پر اتحاد پیدا کر دے گا۔ اور شیطان مسلمانوں میں تفرق اور تشتت پیدا کرنے سے بالکل مایوس ہو جائیگا۔ اور وہ سمجھ لیگا کہ اس جماعت میں پھوٹ ڈلوانا ناممکن ہے۔

پس اختلاف عقائد کے باوجود آپس میں محبت اور پیار رکھنا چاہیئے۔ اور درحقیقت موجودہ زمانہ کی انتہائی مشکلات اسی امر کا تقاضا کرتی ہیں کہ ہم دوسروں سے اس اصل کے ماتحت صلح کر لیں۔ کہ ہر فرقہ اپنے اپنے عقائد پر قائم رہتے ہوئے

متحدہ طور پر کام

کرے۔ اور جن امور میں مسلمانوں کا قومی مفاد ہو۔ ان میں باہمی اختلافات کو نظر انداز کر دیا جائے۔ دراصل یہ ایک نہایت ہی اہم سوال ہے۔ اور اسی امر کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صلح کی کوشش فرمائی تھی۔ مگر اس وقت تو لوگوں نے اس اصل کو تسلیم نہ کیا۔ لیکن آج لوگ تیار ہیں۔ کہ وہ اختلاف کے باوجود آپس میں صلح رکھیں۔ اور ہر ایسی تحریک سے بچیں۔ جو اختلاف پیدا کرنے والی اور مسلمانوں کو باہم لڑانے والی ہو۔ پس ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اور یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ

مسلمانوں کی بہبودی

کے لئے سامان پیدا کرے گا۔ اور ان کی ترقی کے لئے ان میں اتحاد قائم کر دے گا۔ کیونکہ مایوس ہمیشہ شیطان کے بھائی ہوا کرتے ہیں۔ لیکن خدا کے پیارے اور محبوب بندے ہمیشہ وہی ہوتے ہیں۔ جو اس کی رحمتوں سے کبھی مایوس نہیں ہوتے۔

ہرپھول خونی ڈاکو کے مقدمہ سے مسلمانوں کی غفلت

ہرپھول خونی ڈاکو پر جس کی مصدقہ خبر اخبار الفضل ۱۲ر مارچ ۱۹۳۱ء میں درج ہو چکی ہے۔ فیروزپور جیل کے اندر ایک سکھ مجسٹریٹ صاحب کی عدالت میں مقدمہ شروع ہے۔ سرکاری وکیل بھی ہندو ہے۔ لیکن مسلمان مقتولین کی طرف سے ایک مسلمان بھی وکیل نہیں ہے۔ مقتولین میں میاں علیشی ایک مالدار شخص تھا۔ اس کا بیٹا جو اس کی جائداد کا وارث بنا ہے۔ ہرچند اسے توجہ دلائی گئی۔ لیکن اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ ادھر مقتولین کے وارثوں کا یہ حال ہے۔ ادھر قوم کے لیڈران کو سیاسی جھمیلوں اور علماء کو احمدیوں کی مخالفت سے فرصت نہیں کہاں ہیں شیخ آصف علی اور ڈاکٹر محمد عالم صاحبان جو سیاسی ملزموں کے لئے مفت مقدمہ کی پیروی کرتے ہیں کہاں ہیں دیگر لیڈران قوم جو ہندوؤں اور سکھوں کی حمایت میں چیخ چیخ کر شور مچاتے ہیں۔ ۱۴ مقتولین جن میں سے صرف تین ہندو تھے۔ اور غلطی سے ہرپھول کی بندوق کا نشانہ ہوئے۔ اخبار زمیندار نے ان کے متعلق خبر تک نہ شائع کی۔ مگر اخبار انقلاب اور الفضل نے مقالہ افتتاحیہ لکھ کر قوم کو متوجہ کر کے اپنا فرض ادا کیا۔ اب وقت ہے۔ کہ قوم پوری توجہ اس مقدمہ کی طرف مبذول کرے۔

خاکسار عبدالعزیز ٹوہانوی۔ ٹوہانہ ضلع حصار

لکھنؤ یونیورسٹی کے مسلم طلباء اور مسلمانان کشمیر

لکھنؤ کی دالی گنج مسجد میں مسٹر عبدالرحیم ایم اے کشمیری کی بصیرت افروز تقریر ہوئی جس میں انہوں نے کشمیر کے مسلمانوں کے حالات کو نہایت موثر پیرایہ میں بیان کیا۔ مجمع زیادہ تر محمود آباد ہوسٹل کے طلباء کا تھا۔ مقرر صاحب نے حالات بیان کر کے مسلمانوں سے کہا۔ کہ آپ کا بحیثیت مسلمان فرض ہے۔ کہ کشمیر کے گوشہ میں جو قوم بستی ہے۔ اس کی مظلومیت کو دیکھ کر اس سے ہمدردی کریں۔ اور آپ اتنا دور رہ کر اگر آپ کچھ بھی نہیں کر سکتے تو کم از کم کشمیر مظلوم فنڈ میں حصہ لیکر آپ یہ عملاً دکھلا سکتے ہیں۔ کہ آپ کشمیر کے مسلمانوں کے ساتھ حقیقی ہمدردی رکھتے ہیں۔

جناب شبیہ الحسن صاحب ایم اے۔ ایل ایل بی نے مسٹر عبدالرحیم صاحب کی تقریر کے بعد چند ایک تجاویز پیش کیں جو باتفاق آراء پاس ہوئیں۔

پہلی تجویز یہ ہے۔ کہ ہم تمام مسلم طلباء لکھنؤ یونیورسٹی کشمیری مسلمانوں کی مظلومیت سے پوری پوری ہمدردی رکھتے ہیں۔ اور ان کی اس جائز جد وجہد پر انہیں مبارکباد دیتے ہیں۔ اور ان سے استدعا کرتے ہیں۔ کہ وہ آخری دم تک اس جد و جہد کو جاری رکھیں۔

دوسری تجویز یہ ہے۔ کہ ہم یونیورسٹی کے مسلم طلباء کشمیری مقتولین مجروحین اور یتیمین کی امداد کے لئے ایک فنڈ سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کے ماتحت جمع کر کے

نمبر ۶۱ جلد ۱۹ — اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۳۱ء

مہاراجہ صاحب کشمیر کا قابلِ تعریف اعلان

رعایا کو ضروری حقوق دینے کا اقرار

مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر کے جس اعلان کا خلاصہ گزشتہ پرچہ میں درج کیا گیا تھا۔ وہ مفصل درج ذیل ہے (ایڈیٹر)

کچھ عرصہ سے میری توجہ اس قسم کی بعض خاص شکایات کی طرف مبذول رہی ہے۔ جن کا مفاد یہ ہے۔ کہ میری ریاست میں مذہبی آزادی پر قیود موجود ہیں۔ ان شکایات کی وجہ سے مجھے بہت ہی سخت تکلیف پہنچی ہے۔ اور میں اپنی رعایا کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ہمیشہ میری یہ خواہش رہی ہے۔ اور میری حکومت کی حکمت عملی (پالیسی) یہی رہی ہے۔ کہ ریاست کی آبادی کے ہر گروہ کو مکمل ترین آزادی حاصل ہو کہ وہ جس مذہب کی پابند ہو۔ وہ اس مذہب پر عمل پیرا ہو سکے۔ میری خواہش یہ ہے۔ کہ اس معاملہ کے متعلق جو غلط فہمی ابھی موجود ہے۔ وہ فی الفور رفع ہو جائے اور اس پالیسی کے نفاذ میں ماتحت حکام سے جو غلطی بھی سرزد ہو وہ ظاہر کی جائے۔ اور اس کا ازالہ کیا جائے

گلانسی کمیشن کا ذکر

میری درخواست پر بیرون ریاست سے ایک غیر جانبدار افسر کی خدمات حکومت ہند نے میرے سپرد کی ہیں۔ مدعا یہ ہے۔ کہ یہ افسر ان شکایات کی تحقیقات کرے۔ جو اس وقت موجود ہیں۔ اور ان کے ازالہ کے لئے سفارشات مرتب کرے۔ جس افسر کو میں نے اس غرض سے منتخب کیا ہے۔ ان کا نام مسٹر بی۔ جے۔ گلانسی صاحب سی آئی۔ ای ہے۔ ان صاحب کو اہل کشمیر سے متعارف کرانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ آج سے چند ہی سال قبل انہوں نے غلّہ کے انضباط کے طریق کار کے متعلق ریاست اور اہل ریاست کی جو بیش بہا خدمات کی تھیں۔ وہ سب کو خوب معلوم ہیں۔ غلہ کے متعلق ہر قسم کا کام کرنے والوں کو پہلے جن مشکلات سے سابقہ پڑتا تھا۔ وہ خوش قسمتی سے رفع ہو گئی تھیں۔ اور ان کے رفع ہونے سے سب کو آرام اور نفع حاصل ہوا تھا۔ جس کے لئے ہم ان تدابیر کے ممنون ہیں۔ جو میری حکومت نے مسٹر گلانسی کے مشورہ کے بعد اختیار کی تھیں۔ لہذا مجھے امید اور یقین ہے۔ کہ مسٹر گلانسی کو میری رعایا کا اعتماد حاصل ہو گا۔ اور کہ میری رعایا کی تمام جماعتیں اس کام میں جو مسٹر موصوف کو در پیش ہے۔ ان کا ہاتھ بٹائیں گی۔

پُرامن فضا کی ضرورت

میری ہدایات کے مطابق مسٹر گلانسی نے مختلف فرقوں کے نمائندوں سے تبادلہ خیالات کیا اور ان کے ساتھ موجودہ حالت کی ہر صورت پر نہایت صفائی سے بحث کی۔ ان کا مدعا یہ تھا۔ کہ پرامن فضا پیدا ہو جائے اس لئے کہ یہ تحقیقات کے کامیابی سے پورا ہونے کے لئے ایسی فضا کا وجود ناگزیر ہے

مسٹر گلانسی کے مددگار

اس تحقیقات میں مسٹر گلانسی کے چار غیر سرکاری آدمی مددگار ہوں گے۔ جن میں سے دو مسلمان اور دو ہندو ہوں گے ان چار آدمیوں کو ان کی قوموں کے مصدقہ نمائندوں نے نامزد کیا ہے۔ لہذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ وہ اپنی اپنی قوم کے مفاد کے نہایت مناسب اور پورے پورے نمائندہ ہیں۔

شکایات کی تحقیقات

اس کمیشن کا پہلا کام یہ ہو گا۔ کہ یہ میری ریاست میں کسی جماعت کا جو مذہب ہو۔ اسی مذہب کی آزادانہ پیروی میں جو حالات یا واقعات کسی طرح بھی حائل ہوں۔ ان کے متعلق اب تک جو شکایتیں میرے روبرو بغرض غور پیش ہو چکی ہیں۔ ان کی جو تازہ شکایات کمیشن کے روبرو پیش کی جائیں گی۔ ان کی تحقیقات کرے۔

مساجد وغیرہ کی واپسی

اس تحقیقات میں ان مقامات و عمارات کی واپسی کے دعاوی کی تحقیقات بھی شامل ہو گی۔ جن کا مقصد یہ ہو گا۔ کہ ایسی عمارات اور ایسے مقامات جو اس وقت حکومت کے قبضہ میں ہیں۔ اور جن کو رعایا کی کوئی جماعت ایسا مقام یا ایسی عمارت سمجھتی ہے۔ جو کہ وہ کسی مذہب کے شعار کی پیروی کے لئے مخصوص ہیں۔ اور اس سے قبل جو احکام میں جاری کر چکا ہوں۔ ان میں ان مقامات یا عمارتوں کا تذکرہ نہیں ہوا۔ میری حکومت کا منشاء ہرگز یہ نہیں ہے۔ کہ وہ کسی ایسی عمارت یا کسی ایسے مقام پر قبضہ کئے رہے۔ جس کے متعلق یہ معلوم ہو۔ کہ وہ مقام یا عمارت کسی مذہب کے شعار کی پیروی کے لئے مخصوص تھی۔ اور جن ایسے مقامات یا عمارات کے متعلق کوئی جھگڑا نہیں ہو گا۔ ان کی واپسی کی تدابیر اختیار کی جائیں گی۔ نیز میری رعایا کا کوئی گروہ اگر کوئی ایسی فرقہ وار یا تمدنی شکایت ظاہر کرے گا۔ جو اس گروہ کے خیال میں اس کے مذہب کے شعار کی پابندی کے راستہ میں حائل ہو۔ تو گلانسی کمیشن اس کی بھی تحقیقات کرے گا۔

دیگر شکایات کی تحقیقات

اس کے بعد یہ کمیشن ان شکایات کی تحقیقات کرے گا جو عام قسم کی ہوں۔ اور جن کا کسی مذہب کے شعار کی پابندی سے کوئی تعلق نہ ہو۔

شکایات کا ازالہ کب ہو گا

ان تمام امور کے متعلق یہ کمیشن ممکن الوجود سرعت سے کام کرے گا۔ اور اپنی رپورٹ اپنی سفارشات کے ساتھ میری حکومت کے روبرو پیش کرے گا۔ جن کے موصول ہوتے ہی بلا تاخیر مزید میری حکومت اس رپورٹ اور ان سفارشات کے متعلق مناسب کارروائی کرے گی۔ اور جو احکام ضروری معلوم ہوں گے۔ وہ نافذ کئے جائیں گی۔

آزادی تحریر و تقریر و اجتماع

میری خواہش یہ ہے۔ کہ ریاست میں جو قوانین اس وقت جماعتیں اور انجمنیں بنانے کے متعلق اور اخبارات کے ذریعہ سے یا جلسوں میں اظہار خیالات کی آزادی کے متعلق اور دوسرے ایسے معاملات کے متعلق رائج ہیں۔ ان کو بہتر بنایا جائے۔ تاکہ جہاں تک میری رعایا کی بہبود اور اس کے امن سے زندگی گذارنے کی مقتضیات اجازت دیں۔ ان قوانین کو ریاست میں ان قواعد کے مطابق بنایا جائے۔ جو اس وقت ایسے معاملات کے متعلق برطانوی ہندوستان میں رائج و نافذ ہیں۔ اس لحاظ سے ریاست کے قوانین میں تغیر و تبدل مسٹر گلانسی کے مشورہ کے مطابق ہو گا۔ اور یہ کام فی الفور شروع کر دیا جائے گا۔

دستور اساسی کا مسئلہ

جیسے کہ میں قبل ازیں اعلان کر چکا ہوں۔ میری نیت یہ ہے۔ کہ ایسے ذرائع پیدا کئے جائیں۔ کہ میری رعایا کو ریاست کی حکومت میں دخل حاصل ہو جائے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ہر قوم کے نمائندوں کو مناسب موقعہ دیا جائے۔ کہ وہ ریاست کے معاملات کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ اور حکومت کے نظام میں دخل اور امداد بھی دے سکیں۔

کشمیر میں گول میز کانفرنس

میرا ارادہ یہ ہے۔ کہ جب متذکرہ بالا کمیشن موجودہ شکایات و تکالیف کی تحقیقات کا کام ختم کر چکے۔ تو میں ایک ایسی کانفرنس طلب کروں۔ جس کے صدر مسٹر گلانسی ہوں۔ اور جس میں میری رعایا کے تمام فرقوں کے نمائندے شامل ہوں۔ تاکہ اس کانفرنس میں

دستور اساسی میں اصلاحات کی ترویج کے بہترین و مناسب ترین ذرائع پر تبادلۂ خیالات ہو سکے۔ اور اس تبادلہ خیالات کے نتائج کے موافق میرے غور اور میرے احکام کے لئے سفارشات مرتب کی جا سکیں۔

بعض مناسب احکام کا نفاذ

اس تقریر کے ساتھ میری حکومت کے بعض اعلانات کئے گئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوگا۔ کہ امور ذیل کے متعلق احکام نافذ کر دئے گئے ہیں۔ اول۔ جن افسروں کو گذشتہ فسادات کے سلسلہ میں محکمانہ طور پر سزا دی گئی تھی۔ ان کو پھر بحال کر دیا گیا ہے۔

دوم۔ حال ہی میں جن لوگوں کو سیاسی جرائم کی وجہ سے سزا ملی ہے۔ ان کے لئے اپیل کی میعاد وسیع کر دی گئی ہے۔

سوم۔ گذشتہ چار ماہ میں جو فسادات ہوئے ہیں۔ ان کی وجہ سے جو فاقہ مست ہو گئے ان کو فی الفور امداد دی جائے۔

چہارم۔ سری نگر میں اول اول جو فسادات ہوئے ہیں ان کی تحقیقات کے لئے جو دلال کمیٹی مقرر ہوئی تھی۔ اس کی تحقیقات کے بعد جو فسادات رونما ہوئے ہیں۔ ان کی اور ان فسادات کو دبانے کے لئے ریاست نے جو وسائل اختیار کئے ہیں۔ ان کی تحقیقات کے لئے ایک افسر مقرر کیا گیا ہے۔

دستخط۔ ہری سنگھ مہاراجہ

سری نگر مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۱ء

جماعت ہائے حلقہ راولپنڈی سے ایک ضروری گزارش

جماعت ہائے حلقہ راولپنڈی کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ مرکز کی طرف سے حلقہ راولپنڈی کی تبلیغی تنظیم کے لئے خاکسار مہتمم تبلیغ مقرر ہے۔ اور اس حلقہ کی تبلیغ کی تمامتر ذمہ واری مجھ پر عائد کی گئی ہے۔ مگر مجھے نہایت افسوس سے عرض کرنا پڑا ہے کہ بعض احباب میرے خطوط کا جواب تک دینے کی بھی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ اگر آپ نے اسی طرح سستی یا غفلت کا نمونہ دکھایا۔ تو وہ کام جو اللہ تعالےٰ نے آپ کے کندھوں پر رکھا ہے۔ نہایت مشکل ہو جائیگا۔ ہم میں سے ہر ایک نے احمدیت کو بخوشی قبول کیا ہے اور بیعت کے وقت اقرار کیا ہے۔ کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے پس آپ اس عہد کو ملحوظ رکھتے ہوئے موجودہ تنظیم کے ماتحت تبلیغ کے کام میں معروف ہو جائیں تا خدا تعالیٰ کے وہ فیوض و برکات جو بیعت قوم پر وہ نازل کیا کرتا ہے۔ ہم پر نازل کرے طریق کار میں اور مکرم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ بتا چکے ہیں۔ اگر کوئی اور بات قابل دریافت ہو۔ تو مجھ سے یا مرکز سے دریافت کی جا سکتی ہے۔ ہر وفد اپنی کارگزاری کی رپورٹ کم از کم پندرہ دن کے بعد اپنے انسپکٹر کو دے۔ اور وہ نائب مہتمم صاحب تک پہنچائے۔ نائب مہتمم اس کی نقل مرکز میں روانہ کرے۔ اور مجھے صرف اتنی اطلاع پہنچا دیا کریں۔ کہ فلاں فلاں وفد نے کام کیا ہے میں امید کرتا ہوں۔ کہ احباب جلد توجہ فرمائیں گے۔ اور کام کو احسن طور پر کریں گے۔ والسلام

عبدالغفور مہتمم تبلیغ نیا محلہ مسجد احمدیہ جہلم

واقعات جموں کے متعلق ہندو اخبارات کی

غلط بیانیاں

میں نے ہندو اخبارات کا غور سے مطالعہ کیا۔ جن میں جموں کی لوٹ مار اور قتل و غارت کے واقعات درج تھے۔ ان اخبارات میں اصل واقعات پر پردہ ڈالنے کی جو شرمناک کوشش کی گئی ہے۔ وہ ان کا ہی حصہ ہے۔ اور ان پر "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" والی مثال حرف بحرف صادق آتی ہے۔ اخبار ویر بھارت مجریہ ۸ نومبر ۱۹۳۱ء کی لغو بیانیاں ملاحظہ ہوں۔

(۱) اخبار مذکور رقمطراز ہے۔ "ریاستی فوج ہٹا لی گئی ہے لوگ زیادہ خوف زدہ ہیں۔ انہیں خطرہ ہے کہ مسلمان کہیں پھر نہ حملہ کریں"۔ اصل میں بات یہ ہے۔ کہ ۴ نومبر کو پانچ چھ ہزار مسلح ہندوؤں نے نہتے مسلمانوں پر اچانک حملہ کیا اور شب کو ڈوگرہ وحشی فوج اور رسالہ کے ساتھ مل کر بڑے اطمینان سے مسلمانوں کی دوکانوں کو لوٹا اور بے رحمی سے موت کے گھاٹ اتارا۔ حتیٰ کہ بھولے بھٹکے مسافر۔ کشمیری۔ سبزی فروش۔ اور گوجر جو کہ شہر کے حالات سے بالکل بے بہرہ تھے۔ وہ بھی ان کے سفاکانہ ہاتھوں سے نہ بچ سکے۔ مگر اب چونکہ گورہ فوج کے آنے سے ہندو خائف ہو گئے ہیں کہ کہیں لوٹ مار اور قتل و غارت کا انکشاف نہ ہو جائے۔ اس لئے بقول اخبار ویر بھارت "خوف زدہ ہو رہے ہیں۔" ورنہ اور کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

(۲) اخبار مذکور لکھتا ہے کہ "ریاستی فوج کا پہرہ اٹھا لئے جانے کی وجہ سے شورش پسندوں کو باہر نکلنے کا حوصلہ نہ ہوتا تھا۔ وہ سب کھلم کھلا باہر پھر رہے ہیں۔ اور محلہ استاد میں مسلمانوں نے پھر گڑبڑ کی"۔ مگر یہ سب من گھڑت افسانہ ہے اس کا مقصد مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ البتہ یہ صحیح ہے۔ کہ ریاستی ڈوگرہ فوج کی موجودگی میں مسلمان گھر سے باہر قدم نہیں رکھتے تھے کیونکہ ان کو جان و مال کا سخت خطرہ تھا اور وہ سہمے ہوئے تھے لیکن برٹش فورس کے بر وقت پہنچنے پر مسلمان امن میں ہو گئے ہیں۔ اور ہر ایک امن پسند گورہ فوج کا آنا نیک فال تصور کرتا ہے۔

۳۔ "گورہ فوج پر تیر پھینکنا اور چھرا نکال کر ایک سکھ دوکاندار کو مارنا" جو مسلمانوں کے متعلق لکھا گیا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ ہندو ابھی تک منصوبہ بازیوں اور شرارتوں سے باز نہیں آتے اور خود ایسی حرکتیں کرنے کے مرتکب ہو رہے ہیں جس کا ریکارڈ موجود ہے۔

۴۔ ایک سرخ پوش جتھہ کے متعلق لکھا ہے کہ مسلمانوں نے چھپا رکھا تھا۔ جنہوں نے ۴ نومبر کو لوٹ مار کی اس کا جواب بھی یہی ہے کہ جھوٹ بولنے والے پر خدا کی لعنت

۵۔ زیر سرخی "ہندوؤں سے بے انصافی" مرقوم ہے کہ "دوران تفتیش کے معاملہ میں پولیس نے ہندوؤں کی امداد نہیں کی بلکہ مسلمانوں کی امداد کر رہی ہے"۔ غالباً ایسا لکھنے سے منشا یہ ہے کہ چونکہ ریاستی پولیس نے لوٹ کا مال چھپانے اور خورد برد کرنے میں کافی امداد دی ہے۔ اس لئے اگر پولیس کی کارگزاری کا شکریہ ادا کریں۔ تو پولیس والوں پر حرف آجائے ان کے خلاف لکھ کر اصلیت پر پردہ ڈالا جائے تاکہ سی۔ آئی۔ ڈی کی بدانتظامی کی قلعی نہ کھلے۔ مگر ہندوؤں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جس جس کی مدد سے انہوں نے مسلمانوں کو لوٹا۔ اس سے مسلمان بے خبر نہیں ہیں۔

۶۔ "کل زخمیوں کی تعداد تئیس ۲۳ ہندو اور ۱۵ مسلمان اور مجروحین کی تعداد جو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ۶ ہندو اور ۱۳ مسلمان بتلائی گئی ہے" ہندوؤں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ انہوں نے اپنی تعداد بڑھانے کی جو شرمناک کوشش کی ہے۔ اس کی حقیقت کھل جائے گی۔ آگے چل کر لکھا ہے۔ کہ "ہندو مجروحین کی زیادہ تعداد خوف و ہراس کے مارے گھروں سے باہر نہیں آسکتی" بھلا کوئی اس سے پوچھے شفاخانہ کا حدود اربعہ تو ہندوؤں کی آبادی سے گھرا ہوا ہے اور جب کہ ڈوگرہ فوج کی مدد بھی ان کے ساتھ تھی۔ تو پھر مجروحین کو شفاخانہ میں داخل کرانے کا کونسا خوف تھا۔ اصل میں بات یہ ہے۔ کہ مجروح کوئی ہو تو شفاخانہ میں لائیں۔ خوف تو مسلمانوں کو دامنگیر تھا۔ جو رگھناتھ بازار۔ گندم منڈی۔ پرانی منڈی وغیرہ سے گذر کر شفاخانہ میں جا ہی نہیں سکتے تھے۔ اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسلمانوں کے لئے ایک عارضی ڈسپنسری تالاب کھٹیکاں میں کھولی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے ہندو چراغ پا ہو گئے ہیں۔ حالانکہ شفاخانہ صدر جس میں ڈاکٹر۔ کمپونڈر ڈریسر اور خدمتگار تک ہندو ہی ہیں اور جس سے محض ہندو مستفید ہو رہے ہیں اس کے متعلق مسلمانوں نے کبھی اعتراض نہیں کیا۔

۷۔ پٹھانوں کے متعلق لکھتا ہے کہ وہ شہر چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ پٹھان نہیں بلکہ ہندو بلوائی اور قاتل بھاگ رہے ہیں اور لوٹ مار کے مال کو چھپا رہے ہیں کیونکہ ان کو خطرہ ہے کہ ہمارے گھروں سے لوٹ کا مال برآمد ہو گیا تو گرفتار ہو جائیں گے اور اب ڈوگرہ فوج ہماری امداد نہیں کریگی۔ (نامہ نگار)

حیرت انگیز رعایت

جو لوگ اپنے خطوط ۲۶ و ۲۷ نومبر ۱۹۳۱ء کو ڈاکخانہ میں ڈالینگے۔ انہیں ایک روپیہ کی چیز ۸؍ میں ملے گی!

یہ مجرب اور مفید ادویات جن کے متعلق جناب ناظم صاحب الفضل الفضل کے ۲۹ جون ۱۹۲۶ء کے اشو میں لکھتے ہیں۔ "کہ ان ادویات کا میں نے تجربہ کیا۔ مفید پائی گئیں۔ اور یہ امر موجب خوشی ہے۔ کہ شیخ محمد یوسف صاحب کسی دوائی کا اشتہار نہیں دیتے۔ جب تک مختلف آدمیوں پر اسے آزما کر مفید ہونیکا اطمینان نہ حاصل کرلیں۔ امید ہے۔ احباب کرام بھی ادویات مشتہرہ سے فائدہ اٹھائیں گے"۔

کیونکہ موسم سرما شروع ہے۔ اکسیر اعظم اور اکسیر البدن کے استعمال کے لئے یہ موسم بہت اچھا ہے۔ نیز ان ادویات کی شہرت اور یقین دلانے کے لئے کہ درحقیقت یہ ادویات اپنے فوائد میں عجیب و غریب ہیں۔ وہ لوگ جو اپنی فرمائشیں ٹھیک ۲۶ و ۲۷ نومبر کو ڈاکخانہ میں ڈالیں گے۔ انہیں ۸؍ فی روپیہ رعایت پر یہ مفید اور مجرب ادویات ملینگی محض ان ادویات کی شہرت کے لئے یہ حیرت انگیز رعایت دیجارہی ہے۔ کیونکہ ہمیں یہ یقین ہے۔ کہ جو صاحب ایکدفعہ بھی ہم سے معاملہ کرینگے۔ وہ انشاء اللہ ہمیشہ کے لئے ہمارے گاہک بن جائیں گے۔ ورنہ اس قیمت پر تو کارخانہ کا اصل خرچ بھی پورا نہیں ہوتا۔ پھر لطف یہ کہ اگر خدانخواستہ فائدہ نہ ہو۔ تو اپنی قیمت واپس لو۔ اب اس سے بڑھ کر اور کیا تسلی ہوسکتی ہے۔

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے

اس سرمہ پر ڈاکٹر شیفتہ اور حکماء فریفتہ ہیں۔ اور بوقت ضرورت بذریعہ تار منگواتے ہیں۔ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ جالا۔ پھولا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیا بند غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کی بصارت کو تیز کرتا اور جملہ امراض سے آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ ۱۲؍ نصف قیمت عـــہ علاوہ محصول

حضرت مولوی السید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ و سکرٹری مقبرہ بہشتی تحریر فرماتے ہیں۔ "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپکے سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہوگئی۔ اور انکی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہوگئی۔ اسپر میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور بدوں آپکے کہنے کے محض فائدہ عام کے لئے ان الفاظ کو اس غرض کیواسطے آپ تک پہنچاتا ہوں۔ کہ اسے ضرور شائع کریں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں"۔

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے!

اکسیر البدن جملہ دماغی و جسمانی و اعصابی کمزوریوں کے دور کرنے کا ایک ہی علاج ہے۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس پر ختم ہے۔ اسکے استعمال سے کئی ناتوان اور گئے گذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کرچکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پاکر پرلطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کردیں ایک ماہ کی خوراک کی قیمت (صہ) پانچ روپے۔ نصف قیمت (عـــہ) دو روپے ۸؍۔ محصولڈاک علاوہ

جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ "مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب موجد اکسیر البدن السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نہایت مسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل سے کر آپ کو یہ لکھ رہا ہوں۔ میرے بیٹے عزیز یوسف علی کو پیشاب میں تلخ وغیرہ آنے کی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپ سے اکسیر البدن کی شیشی لے کر بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے۔ "میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں تلخ وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہوگیا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو آپنے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنی شروع کردی جس سے پیشاب کی شکایت بالکل رفع ہوگئی الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت اعلیٰ دوا ہے۔ ایک شیشی اور روانہ کریں۔" انتہیٰ

مجھے عزیز یوسف علی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا ہے۔ میں جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز محمد داؤد کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اس کی صحت مخدوش تھی۔ اور امراض پھیپھڑے کا خدشہ تھا۔ ..... مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ اسے ان خطرات سے بچالیا۔ اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں اس ایجاد پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اس نافع الناس دوا کے لئے خدا تعالےٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے۔ اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں"۔

اکسیر اعظم

یہ سدھ مکردھج یعنے سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ موتی۔ عنبر وغیرہ کا مرکب ہے۔ اس کا اثر آخیر عمر تک رہتا ہے یہ ایک لاثانی چیز ہے۔ جس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ بمفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل و دماغ و اعصاب۔ ضعف بصر۔ ضعف ہاضمہ۔ اعصابی درد۔ نزلہ۔ دردسر۔ شقیقہ۔ بےخوابی۔ مسوڑوں سے خون کا آنا۔ منہ سے پانی جاری رہنا۔ دانتوں کا درد۔ آواز کا بیٹھ جانا۔ دمہ۔ پرانی کھانسی۔ کھٹے ڈکاروں کی کثرت معدہ کی ترشی۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہوجانا۔ پیشاب کی کثرت۔ ذیابیطس۔ سرعت۔ خرابی خون۔ دل کی دھڑکن سر کا چکرانا۔ وغیرہ کے لئے یہ تریاق آخری اور یقینی علاج ہے۔ مستورات کے امراض بانجھ پن اور جریان الرحم کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ ایک ماہ کی خوراک جس میں ساٹھ گولیاں ہیں۔ ۲۵؍ نصف قیمت ۱۲؍

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باد گولہ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ قے۔ جی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم۔ قبض اسہال۔ ریاح۔ کھانسی۔ دمہ کے لئے تیر بہدف ہے۔ دودھ گھی۔ انڈے بالائی۔ مکھن وغیرہ مرغن غذائیں ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ حافظہ۔ ذہن کو تقویت دیتی کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ قیمت فی شیشی جو کئی ماہ کے لئے کافی ہے۔ صرف دو روپے نصف قیمت ایک روپیہ۔

جناب ایڈیٹر صاحب فاروق۔ اکسیر معدہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ "کہ کچھ دن گذرے میں نے جناب سے اکسیر معدہ اپنے ذاتی استعمال کے لئے لی تھی۔ ان دنوں مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی۔ اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی۔ اور میری تمام معدہ و شکم کی شکایات رفع ہوگئیں۔ اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپکے کام میں برکت دے"۔

موتی دانت پوڈر

ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ میلے اور خراب دانت جملہ امراض کا گھر ہیں۔ یہ پوڈر نہ صرف یہی کہ دانتوں کو موتیوں کی طرح چمکا کر بدبو دہن کو دور کرکے پھولوں کی سی مہک پیدا کریگا۔ بلکہ انہیں فولاد کی طرح مضبوط بناکر جملہ امراض دندان گوشت خورہ خون یا پیپ کا آنا وغیرہ سے نجات دیگا۔ قیمت فی ڈبیہ دو اونس کی شیشی (علم) نصف قیمت ۸؍

ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کی رائے

جناب مولوی محمد الدین صاحب بی اے سابق مسلم مشنری امریکہ حال ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں :- "کہ میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا۔ علاوہ دانتوں کو مفید اور صاف رکھنے کے یہ مسوڑوں کے عوارض کے لئے بھی بہت مفید ہے"۔

(نوٹ) جن صاحب کا آرڈر بعد از منہائی رعایت بیس روپے کا ہوگا۔ انہیں محصولڈاک معاف رہیگا۔ غیر ممالک میں ڈاک دیر سے پہنچتی ہے۔ ان کے لئے بجائے ۲۶، ۲۷ نومبر کے ۲۶، ۲۷ دسمبر کی تاریخیں ہونگی۔ چونکہ غیر ممالک میں وی پی نہیں جاسکتا۔ اسلئے غیر ممالک کے احباب کو آرڈر دیتے وقت رقم ادویات اور محصولڈاک معہ پیکنگ ایک روپیہ دس آنے فی پونڈ بذریعہ منی آرڈر پیشگی بھیجنا چاہیئے۔

ملنے کا پتہ :- مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— لندن سے ۱۴ نومبر کی اطلاع ہے کہ مینارٹی کمیٹی میں وزیر اعظم کی تقریر کے بعد مختلف مندوبین نے تقریریں کیں۔ مسٹر جمن لال سیتلواڈ نے کہا۔ کہ وزیر اعظم اپنے سیاسی تجربہ اور تدبر کو کام میں لا کر فرقہ وار مسئلہ کو حل کر دیں۔ گاندھی جی نے بھی تقریر کی۔ جس میں کہا۔ ہمارا اصل کام فرقہ وار مسئلہ کا حل نہیں۔ بلکہ دستور اساسی مرتب کرنا ہے۔ آپ نے چھ ہزار میل سے ہمیں اس لئے نہیں بلایا۔ کہ ہم یہاں آ کر فرقہ وار مسئلہ کا تصفیہ کریں۔ بلکہ ہمیں ہندوستان کی آزادی کا دستور اساسی وضع کرنے کے لئے طلب کیا گیا ہے۔ وزیر اعظم نے کہا۔ فیڈریشن کمیٹی کے کام میں رکاوٹ ہماری وجہ سے نہیں بلکہ خود کمیٹی کی طرف سے ہوئی ہے۔ جس نے بعض امور پر بحث فرقہ وار مسئلہ کے حل تک ملتوی کر دی۔ اگر کمیٹی کے تمام ارکان اپنے دستخطوں سے میرے نام ایک درخواست دیں۔ جس میں فرقہ وار مسئلہ کا حل کرنے کے لئے پورا پورا اختیار دیا جائے۔ اور میرے فیصلے کو تسلیم کرنے کا وعدہ کریں۔ تو میں اس کا فیصلہ کر سکتا ہوں۔

—— فرقہ وار مسئلہ کے تصفیہ کے لئے وزیر اعظم کی تقریر کے پیش نظر پنڈت مالوی مندوبین سے اس قسم کی درخواست پر دستخط لے رہے ہیں۔ سکھوں نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ۱۴ نومبر کی شام گاندھی جی نے مسلم مندوبین سے اسی سلسلہ میں تین گھنٹہ تک ملاقات کی۔ معلوم ہوا ہے کہ گاندھی جی وزیر اعظم کے ثالث بننے اور ان کے فیصلہ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ یہ فیصلہ صرف ہندو مسلم اور سکھ مسئلہ کے متعلق ہو۔ اچھوتوں کے بارہ میں وہ کسی ایسے فیصلہ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

—— لندن سے ۱۳ نومبر کی خبر ہے کہ سر آغا خاں کی قیادت میں مسلم مندوبین نے آج دفتر ہند میں وزیر ہند سے ملاقات کی۔ اور کشمیر۔ صوبہ سرحد اور سندھ کے متعلق بہت دلچسپی کرتے رہے۔

—— ۱۵ نومبر آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس دہلی میں بصدارت جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب منعقد ہوا۔ گول میز کانفرنس کے مسلم ممبروں کے کام پر بدستور اعتماد کا اظہار کیا گیا اور مسلمانوں کے ۱۴ مطالبات کی ضرورت کو پھر دہرایا گیا۔ کشمیر میں مسلمانوں پر مظالم پر اظہار افسوس اور مہاراجہ صاحب سے مسلمانوں کے مطالبات کو پورا کرنیکا مطالبہ کیا گیا۔ سندھ فنانس کمیٹی پر اظہار افسوس کیا گیا اور سندھ کی علیحدگی اور سرحدی صوبہ کو دیگر صوبوں کی طرح کونسل ملنے کے مطالبہ کو دہرایا گیا۔ مہاراجہ صاحب محمود آباد کی وفات پر اظہار ہمدردی اور حضور نظام کے صاحبزادگان کی شادی پر مبارکباد کے ریزولیوشن پاس کئے گئے۔

—— سری نگر سے ۱۵ نومبر کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ خاص شہر اور مضافات میں تین لاکھ سے زائد مسلمان سبز پوش فوج میں بھرتی ہو چکے ہیں۔ ان میں ہر طبقہ کے لوگ شامل ہیں۔ ان لوگوں نے تہیہ کر لیا ہے کہ اگر حکومت نے مسلمانوں کے مطالبات منظور نہ کئے۔ تو وہ عام سول نافرمانی شروع کر دیں گے۔

—— جموں میں اس وقت تک برطانی فوج کا تسلط ہے۔ اور تمام انتظام انگریز افسر کر رہے ہیں۔ کاروبار تقریباً شروع ہو گیا ہے۔ ڈوگرہ سپاہیوں کو "تغیر پاس" کے شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔

—— حکومت جموں و کشمیر میں اگر کوئی مسلمان گائے ذبح کرے۔ تو اسے سات سال قید کی سزا ہوتی ہے۔ مگر اب بیان کیا جاتا ہے کہ گورے فوجیوں کے لئے خود حکومت کی طرف سے گائیں مہیا کی جاتی ہیں۔

—— مولوی احمد علی اور مولوی حبیب الرحمٰن وغیرہ کے مقدمہ کے سلسلہ میں ۱۲ نومبر کو پولیس سے دفتر زمیندار کی تلاشی لی۔ اور بعض مضامین کے مسودات لے گئی۔

—— ضلع جھنگ میں بھی کشمیر آرڈی ننس جاری کر دیا گیا ہے۔ لدھیانہ میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔ اور مجلس احرار کے مقامی کارکن گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

—— جموں سے ایک اخبار رنبیر شائع ہوتا تھا۔ جو گاندھی جی کی گرفتاری پر جموں میں ہڑتال کی خبر شائع کرنے کے جرم میں بند کر دیا گیا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے۔ مہاراجہ صاحب نے اسے دوبارہ جاری کرنے کی اجازت دیدی ہے۔

—— لندن سے ۱۵ نومبر کی اطلاع ہے کہ آج فرقہ وار تصفیہ کے لئے پھر کوشش کی گئی۔ ایک تجویز یہ ہے کہ مسلمان پنجاب میں پچاس فیصدی اور مشترکہ انتخاب منظور کر لیں۔ ڈاکٹر مونجے اور سکھ اس کے بھی خلاف ہیں۔ مسلمانوں اور ان کی حلیف دیگر اقلیتوں نے اس سوال کے حل کے لئے وزیر اعظم کو ثالث بنانے کی تجویز نامنظور کر دی ہے۔ مسلمان کہتے ہیں۔ کہ اگر سکھ۔ مہاسبھا۔ گاندھی۔ کانگرس سب اس فیصلہ کو ماننے پر رضامند ہوں۔ تو ہم دستخط کریں گے ورنہ نہیں۔

—— ایجنٹ صاحب گورنمنٹ ریلویز عراق بمبئی سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ یکم نومبر ۱۹۳۱ء سے عراق گورنمنٹ نے تیسرے درجہ سے سفر کی اجازت دوبارہ دیدی ہے۔ اور ہر مسافر جن میں حاجی اور زائرین بھی شامل ہیں۔ آئندہ تیسرے درجہ میں سفر کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ لیواء عراق کے متعلقہ اور میڈیکل افسروں سے اجازت حاصل کر لیں۔ اور ہر مسافر پانچ روز کے وقفہ سے دو دفعہ ہیضہ کا ٹیکہ کرائے۔ اور عراق میں داخل ہونے سے پانچ روز پیشتر کا سرٹیفکیٹ اس کے پاس موجود ہو۔ کہ وہ ٹیکہ لگوا چکا ہے۔

—— ۱۶ نومبر کو فیڈرل سٹرکچر کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ لارڈ سانکی نے کہا۔ کہ فوج۔ معاملات خارجہ۔ فائننس اور کمرشل سوالات پر بحث ابھی باقی ہے۔ جسے آئندہ چند روز میں ختم کر دینا چاہئیے۔ چالیس منٹ کے اجلاس کے بعد کمیٹی ملتوی کر دی گئی۔ مسلمان غور کر رہے ہیں۔ کہ وہ اس کارروائی میں حصہ لے سکتے ہیں۔ یا نہیں۔

—— ۱۶ نومبر کو اسمبلی میں مسٹر سیتارام نے تحریک کی۔ کہ کارڈوں اور لفافوں کی قیمت میں اضافہ کی تجویز مسترد کر دی جائے۔ گورنمنٹ کی طرف سے اس کی سخت مخالفت ہوئی۔ مگر ۴۶ کے مقابلہ میں ۶۳ آراء کی کثرت سے تحریک منظور ہو گئی۔ اس اضافہ سے بجٹ میں نوے لاکھ کے اضافہ کی توقع تھی۔ محصول نمک میں ۲۰ فیصدی اضافہ کو نامنظور کرنے کی تحریک گر گئی۔

—— سر شہاب الدین صاحب صدر پنجاب کونسل نے اپنی مرضی سے اپنی تنخواہ میں دس فیصدی تخفیف کر دی ہے۔ اور گورنر کو اس کی اطلاع دیدی ہے۔

—— ۱۵ نومبر کو ایک تقریر کے دوران میں گاندھی جی نے کہا کہ میں اپنے وطن سے قربانیاں کرانا نہیں چاہتا۔ لیکن اگر ضرورت ہوئی۔ تو ایسی زبردست سول نافرمانی شروع کراؤنگا کہ جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔

—— اکالی دل امرتسر نے مہاراجہ کشمیر کو تار دیا ہے کہ گلینسی کمیشن میں سکھ نمائندہ بھی ضرور لیا جائے۔

—— سلہٹ سے ۱۰ نومبر کی خبر ہے کہ اکھوڑا جنکشن کے قریب چلتی گاڑی میں دو نوجوانوں نے ایک شخص پر ریوالور سے حملہ کر دیا۔ اور اس کا بیگ لے کر گاڑی سے کود گئے۔ بیگ میں چھ صد روپیہ تھا۔

—— ایسٹ اینڈ ویسٹ کارپوریشن لمیٹڈ کا دفتر ۷ نومبر سے الفریڈ بلڈنگ نمبر ۸ مال روڈ لاہور میں کھل گیا ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔